ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور پاکستان

19

سازشِ افرنگ

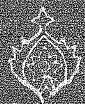
حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم

ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا
مقصد ہے مُلوکیتِ انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رطب کا

بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ



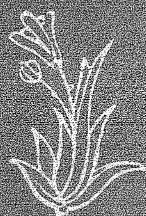
مدیر اعلیٰ

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر

مجاہد الحسینی



۱۶ نومبر ۱۹۷۳ء
۲۰ شوال المکرم ۱۳۹۳ھ

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۲۵
قیمت فی پرچہ ۴۰ پیسے

عظمت کے مینار

جابر سلطان کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق

احترامِ آدمیت، کاروباری دیانت

تحریر: صالح محمد صدیق

ایک دن ابوجعفر منصور نے امام عبداللہ بن طاؤس کو دربار میں طلب کیا اور ان سے کہا کہ حضرت! اپنے والد مرحوم سے کوئی حدیث بیان فرمائیں۔ خلیفۂ وقت کی اس التماس سے حضرت امام عبداللہ کو یہ موقعہ مل گیا کہ وہ خلیفہ کو اس کی بداعتدالیوں پر متنبہ کریں۔ اور ظلم و استبداد سے ہاتھ کھینچ لینے کی ہدایت فرمائیں۔ چنانچہ انہوں نے موقع محل کے مطابق یہ حدیث بیان فرمائی۔ انہوں نے فرمایا میرے والدِ مکرّم اکثر یہ حدیث سنایا کرتے تھے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن سب سے بڑھ کر عذاب اسے ہوگا، جسے حق تعالےٰ اپنے بندوں پر حکومت بخشے اور وہ ظلم و ستم کا بازار گرم کر دے۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ جب حضرت امام عبداللہ کے ہونٹوں پر یہ حدیث نبوی بلند ہوئی۔ خلیفہ منصور کا چہرہ غصّے سے تمتما اٹھا۔ ہمیں یہ یقین ہو گیا کہ اب امام صاحب کی خیر نہیں۔ منصور کافی دیر تک آنکھیں بند کرکے بیٹھا رہا۔ اس کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور سوال کیا۔ یہ بات آپ نے میرے سامنے کیوں کہی۔ امام عبداللہ نے فرمایا۔ جابر سلطان کے سامنے اعلائے کلمۃ الحق بھی جہاد ہے ـــــ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہاد کا بھی ثواب دیے جانے کی بشارت فرمائی ہے۔

منصور کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ غصہ میں منہ سے کف جاری ہو گیا۔ لیکن اس میں اتنی جراٴت نہ ہوئی کہ اس حق گوئی و بے باکی پہ ان کی شان میں کوئی گستاخی کرتا۔ اس نے صرف اتنا کہا کہ آپ تشریف لے جائیں۔ اور امام صاحب وہاں سے اٹھ کر چلے گئے بعد ازاں منصور نے عمر بھر ان کے قریب جانے کی جراٴت نہ کی۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں۔ اس واقعہ نے میرے دل میں حضرت ابن طاؤس کا ایسا لازوال نقش کندہ کر دیا کہ میں ان کا گرویدہ کر دیا۔

احترام آدمیّت

حضرت شقیق بلخی فرماتے ہیں۔ ایک دن میں اور حضرت ابوحنیفہ چلے جا رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص سیدھا ہماری طرف چلا آ رہا ہے۔ جب وہ قریب پہنچا تو جھٹ سے ایک گلی میں مڑ گیا حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اسے آواز دی اور فرمایا۔ بھائی! اپنا راستہ کیوں بدلتے ہو ہم راستے سے ہٹ جاتے ہیں۔ وہ شخص حضرت امام صاحب کی آواز سن کر پلٹا اور قریب پہنچ کر معذرت پذیرانہ لہجے میں یوں گویا ہوا۔ حضرت! میں شرمندہ ہوں۔ اس لیے میں نے راستہ بدل لیا تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا شرمندگی کس بات کی؟۔ اس شخص نے جواب دیا۔ حضرت! میں نے آپ سے دس ہزار روپے کا قرض کاروباری تقاضے پورے کرنے کے لیے لیا تھا۔ سخت نادم ہوں کہ میں وقتِ مقررہ پر رقم آپ کو نہ پہنچا سکا۔ آپ کو سامنے سے آتا دیکھ کر سخت خفت ہوئی۔ اس لیے میں نے راستہ تبدیل کر لیا۔

حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا۔ بھائی! میں نے دس ہزار روپے تمہیں ہبہ کر دیے۔ اس شخص کے پژمردہ چہرے پر خوشی کی سرسوں پھول اٹھی۔ وہ بولا۔ حضرت! میں آپ کا احسان عمر بھر نہ بھولوں گا۔ جب وہ رخصت ہونے لگا تو حضرت امام اعظمؒ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ بھائی! مجھے دیکھ کر آپ کو جو شرمندگی ہوئی تھی۔ خدا کے لیے مجھے معاف کر دو۔ یہ سن کر اس شخص کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ حضرت شقیق بلخی فرماتے ہیں میری آنکھیں نمناک ہو گئیں۔ جود و سخا کے ساتھ احترام آدمیت کا جذبہ دیکھ کر میں دیر تک ان کی حالت پر رشک کرتا رہا۔

کاروبار میں دیانت

ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ کسی کام سے تشریف لے جا رہے تھے۔ دکان پر ایک شاگرد کو بٹھا کر گئے اور اسے ہدایت کر دی کہ جب کوئی شخص کپڑا خریدنے آئے تو اس کپڑے کا عیب اسے بتا دینا اور اس کے بعد اس سے دام وصول کرنا۔ ان کے جانے کے بعد ایک بدو عرب آیا۔ اور اس نے وہی کپڑا پسند کیا جس میں عیب تھا۔ شاگرد عیب بتانا بھول گیا۔ اس نے جو قیمت بتائی بدو نے ادا کر دی اور کپڑا لے کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت امام اعظمؒ بھی تشریف لے آئے شاگرد نے رقم ان کے سامنے رکھ دی۔ انہوں نے جب حساب کیا تو رقم مقررہ دام سے زیادہ تھی حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا۔ بیٹے! تو نے ظلم کیا حق تعالےٰ ظالموں کو معاف نہیں فرماتے ـــــ پھر اس بدو عرب کا حلیہ معلوم کرکے اس کی تلاش میں نکلے۔ تلاش کرنے پر پتہ چلا وہ بدو عرب ایک قافلے کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا ہے۔ حضرت امام اعظمؒ اس کے پیچھے پیچھے مکہ مکرمہ کو چل دیے کئی دنوں کی مسافت کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے۔ خانہ کعبہ میں اس عرب کو طواف کرتے ہوئے جا لیا۔ اس کی بغل میں کپڑے کا تھان بھی تھا۔ حضرت امام اعظمؒ نے پوچھا۔ کیوں بھئی! یہ کپڑا تم نے کہاں سے خریدا؟ اس نے جواب دیا۔ بازار سے۔ حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا یہ کپڑا واپس کر دو۔ اس بدو نے یہ سمجھ کر کپڑا مہنگا تھا لڑکے نے غلطی سے سستا دے دیا ہے اور یہ واپس لینا چاہتے ہیں۔ اس نے شور مچا دیا میں دام دے کر یہ کپڑا خرید کر لایا ہوں میں ہرگز واپس نہ کروں گا۔ کچھ لوگ جمع ہو گئے اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ بدو سے کہنے لگے۔ حضرت امام اعظم جیسا فرماتے ہیں ویسا کرو۔ جانتے نہیں ہو کہ یہ قوم کے جید عالم امام اعظم ابوحنیفہ ہیں۔ اس نے جب حضرت امام اعظمؒ کا نام سنا تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور بڑی بے دلی سے کپڑا واپس کیا اور دام لے لیے۔ امام اعظمؒ نے کپڑے کا تھان اس کے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا:۔

”بھائی! یہ کپڑے کا تھان میری طرف سے بطور تحفہ قبول کر لو۔ میں نے دام اس لیے واپس کیے ہیں۔ کیونکہ اس کپڑے میں کچھ عیب تھا جو فروخت کے وقت لڑکے نے تم پر واضح نہ کیا اور دام بھی زیادہ لے لیے۔“

حضرت امام اعظمؒ نے تھان اسے تھما دیا۔ لوگوں نے عرض کی۔ حضرت! ہمیں کچھ نصیحت فرمائیے۔ ارشاد ہوا:۔

”لوگو! کاروبار میں رتی بھر بے ایمانی نہ کیا کرو۔“

جب لوگوں نے کپڑے کے عیب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے تھان کھول کر بتایا اس میں تانے کا ایک دھاگا ٹوٹا ہوا ہے۔

لوگوں کو یہ جان کر سخت حیرت ہوئی کہ دام میں صرف آٹھ آنے کے مساوی رقم زیادہ تھی جسے واپس کرنے کے لیے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے

تلاش گمشدہ

بشیر احمد ولد نذیر احمد عمر بارہ سال مقام کوٹ مٹھن تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان گزشتہ چند ماہ سے گم ہو گیا ہے جس شخص کو بھی اس کی بابت علم ہو وہ مندرجہ پتہ پہ پہنچا کر یا اطلاع دے کر مشکور فرمائیں۔

(نذیر احمد جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

خدام الدین

۱۶ر نومبر ۱۹۷۳ء
۲۰ر شوال ۱۳۹۳ھ

جلد ۱۹ شمارہ ۲۵

مندرجات

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
مجاہد الحسینی

کیا امرتسر ٹیلیویژن سے ہماری تہذیب خطرے میں ہے؟

بھارت نے جب سے امرتسر میں جدید انداز کا ٹیلیویژن اسٹیشن قائم کیا ہے۔ پاکستان میں "اسلامی تہذیب و ثقافت" کے علمبرداروں اور ہندو مسلم دو الگ الگ قوموں، الگ الگ تہذیبوں کی دعویدار قوم کے افراد نے امرتسر ٹیلیویژن کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے جس بے تابی، بے صبری اور ذوق و شوق کا مظاہرہ کیا ہے محتاج بیان نہیں۔ پاکستانی اخبارات کے مطابق لاہور کے لوگوں نے نہ صرف یہ کہ ٹیلیویژن سیٹ خریدنے شروع کر دیئے۔ بلکہ امرتسر ٹیلیویژن کی جھلک نمایاں طور سے دیکھنے کے لیے اپنے مکانات پر لمبے لمبے بانس اور طویل طویل پائپ کے پوسٹر نصب کرنے شروع کر دیئے۔!

امرتسر ٹیلیویژن کے اثرات پر ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کا بھرپور تنقیدی مضمون مختلف اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ معاصر روزنامہ نوائے وقت کے رکن ادارہ جناب قیوم انتقامی نے اس عنوان پر طنزیہ انداز میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ خصوصی مطالعے کے لائق ہے۔ کہتے ہیں کہ امرتسر ٹی وی سے ہماری ثقافت کو خطرہ ہے اس لیے ہماری نئی نسل کا اور ہمارا وجود خطرے میں ہے۔ اس طرح ہماری آن اور ہماری جان خطرے میں ہے۔ حد یہ کہ ہمارا بچا کھچا ایمان بھی خطرے میں ہے جو اس سے پہلے راشن کارڈوں پر غلط بیانی کے اندراج سے تھا، اب ہمارا پاکستان بھی خطرے میں ہے حالانکہ وہ پی ایل ۴۸۰ کے تحت امریکی گندم اور سویابین کی وجہ سے پہلے ہی خطرے میں ہے۔

پھر جب ہمارے چاروں طرف خطرات ہی خطرات ہوں اور ہماری کوئی ایسی شے نہیں بچتی جو خطرے میں نہ ہو۔ پھر خطرہ کہاں نہیں، لاہور آیئے راہ چلتے واپڈا کے تار ٹوٹنے سے جان کا خطرہ، فٹ پاتھ پہ آیئے بل بورڈ قد آدم پوسٹروں سے آنکھیں چار کر کے چشم بصیرت جانے کا خطرہ، جب خطرہ سوتے جاگتے بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتا اور خطرہ کہاں نہیں۔ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، گھر کے اندر بیوی سے لڑائی جھگڑے کا، چھت پہ بیٹھے اس کے گرنے کا۔ کیونکہ سیمنٹ اور اینٹوں کا ایک پنجابی محاورے کے مطابق ویسے بھٹہ بیٹھ چکا ہے غرض یہ کہ اتنے خطرات ہوں، تو ہمات ہوں، تو ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے اور سچ تو یہ ہے کہ کامیابی جسے پانے کے لیے ہماری تمام عمر ناتمام ہو جاتی ہے خطرات میں گھری ہوتی ہے اور شاعر بھی کہہ گیا ہو گا ؎

طوفاں میں گھری ہیں میری تقدیر کی راہیں

تو ہمیں امرتسر ٹی وی کے فضائی رابطوں سے بھلا کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ ہماری ثقافت کو کوئی خطرہ نہیں ہے البتہ چربہ فلم بنانے والوں کو ہو تو ہو —!

نوائے وقت کے رکن ادارہ نے ٹی وی امرتسر سے پاکستان کی تہذیب و ثقافت کو جن خطرات سے دو چار پایا ہے انھوں نے اس کی صحیح نشاندہی کی ہے اور ایک حقیقت بھی ہے کہ پاکستانی قوم کے پاس اب رہ کیا گیا ہے جسے خطرہ لاحق ہو "من حیث القوم" ذرا نشاندہی تو فرمائی جائے کہ پاکستانی تہذیب و ثقافت ہے کیا جو امرتسر کے ٹیلیویژن کے زبردست ثقافتی حملے کے بعد سنگین خطرات سے دو چار ہے۔

یہ ہمارے نوجوان لڑکے لڑکیاں خاص طور سے "ہپی ازم" کی دلدادہ اور ان یورپی بدمعاشوں اور بدکرداروں کے رنگ میں رنگی ہوئی نسلِ نو کی پوری زندگی — ایک مسلم قوم کی آئینہ دار ہے؟ کیا یہی ہے وہ تہذیب و ثقافت اور یہی وہ تمدن ہے جس کی خاطر پاکستان کے نام سے الگ وطن قائم کیا گیا۔ اور اس کے حصول کے لیے لاکھوں فرزندانِ اسلام نے اپنی جانیں قربان کیں۔ ہزاروں عصمتوں کے "فانوس" بجھ گئے۔ اسلام کی نوجوان بیٹیاں ہندو سکھ درندے اٹھا کر لے گئے۔ امرتسر ٹیلیویژن پر پاکستانی قوم کو اس کا اپنا نیا کردار ہی تو نہیں دکھایا جا رہا؟

• سلامتی کونسل کی قراردادوں کا حشر

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ سلامتی کونسل نے مشرق وسطیٰ میں جنگ بند کرانے کے لیے ۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۳ء کو جو قرارداد منظور کی تھی اس کا کیا حشر ہوتا ہے انھوں نے بتایا کہ سلامتی کونسل کی قرارداد ۲۴۲ کو جو ۱۹۶۷ء میں منظور کی تھی ابھی تک عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا جس کا نتیجہ گزشتہ ماہ عربوں اور اسرائیل کی جنگ کی صورت میں برآمد ہوا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ اس طرح برصغیر کے بارے میں بھی سلامتی کونسل کی کئی قراردادیں آج تک روبہ عمل نہیں آ سکیں۔

سلامتی کونسل کی قراردادوں کے حشر کے بارے میں وزیر اعظم بھٹو نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے مبنی بر صداقت ہیں۔ سلامتی کونسل درحقیقت بڑی طاقتوں کے "ظالمانہ اقدام" کی پردہ پوشی کا ایک مرکز ہے۔ جس کا مقصد وجود ہی دنیا کو فریب اور دھوکے میں مبتلا کرنا ہے کہ بڑی طاقتیں امریکہ اور روس جب دنیا کے کسی علاقے کو اپنے تیار کردہ مہلک ہتھیاروں سے جہنم زار بنا دیتی ہیں اور اس علاقے میں ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے تو "سلامتی کونسل" کے نام پہ جنگ بندی

کے اعلانات کرکے نئی جنگ کا آغاز کیا جاتا ہے اور کونسل کی قرار دادوں پر عمل کرنے کے لیے فریقین ایک اور جنگ کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح معاملہ جب انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو بڑی طاقتیں پھر اپنے تیار کردہ جدید ترین مہلک اسلحہ کی سپلائی شروع کر دیتی ہیں تاکہ ان کے استعمال اور نتائج کے اثرات معلوم کرنے کے لیے وہی طاقتیں تماشائی بن جاتی ہیں کہ جنگ کے شعلے پھر بھڑک اٹھتے ہیں اور چند روز تک دونوں طاقتیں ایک دوسرے کی پیٹھ ٹھونکتی ہیں۔ محاذ جنگ پر تازہ کمک بہم پہنچاتی ہیں اور ایک روز یکایک اعلان کر دیا جاتا ہے کہ سلامتی کونسل کا اجلاس شروع ہو گیا ہے اور دو چار روز کے بعد جنگ بندی کا اعلان ہو جاتا ہے، علیٰ ہذا القیاس پھر ایک روز جنگ کی تیاری شروع ہو جاتی ہے گویا سلامتی کونسل دراصل نئی نئی جنگوں کے لیے ماحول سازگار بنانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جب تک بڑی طاقتوں کی قائم کردہ عیاشی کے ان کلبوں کا وجود ختم نہیں کیا جاتا اور دنیا ان بڑی طاقتوں کی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور ان کی خطرناک چالوں سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو جاتی۔ اس وقت تک تمام امن و سکون کی ساری کوششیں بیکار ہیں۔ دنیا کو جنگ کے جہنم زار شعلوں سے بچانے کے لیے بڑی طاقتوں کے ان تمام اڈوں سے بے نیاز ہو کر اپنے وسائل و ذرائع اور اپنی قوت بازو پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔

● عید پر اختلاف و انتشار؟

عیدالفطر کے موقع پر چاند ہونے اور نہ ہونے کے موضوع پر پاکستان بھر میں جو بدمزگی پیدا ہوئی ہے۔ اب تک ہم اس موضوع پر اظہار خیال کرنے سے عمداً گریز کرتے رہے ہمارا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو ایک نزاعی بحث کا درجہ دینا ملت کے اجتماعی مفاد کے خلاف ہے لیکن جب مختلف اخبارات و رسائل میں اس موضوع پر تلخ انداز میں بحث و مذاکرے ہماری نظر سے گذرے جن میں "علماء کرام" کی ذات کے خلاف تیکھے انداز میں سخت تنقید کی گئی ہے تو ہم اس عنوان پر قلم اٹھانے پر مجبور ہوئے۔

معاصر ہفت روزہ زندگی لاہور نے ۵ تا ۱۱ نومبر ۱۹۷۳ء کے شمارے میں "عید کے دن روزہ یا روزے کے دن عید" کے زیر عنوان لکھا ہے:۔

"پھر غضب بالائے غضب یہ کہ عید کے مخالف اور روزے کے پرجوش حامی مولوی حضرات نے مسجدوں میں جس فیصلے کی حمایت کی تھی باہر نکل کر اس کی مخالفت کی۔ یہاں تک کہ بعض مولوی صاحب نے "متفقہ فیصلے" کا تحریری متن پڑھ کر مسجد میں حاضرین کو سنایا اور جس پر خود ان کے اپنے دستخط بھی موجود تھے انہی مولوی صاحب نے مسجد سے باہر نکل کر اعلان کر دیا آج روزہ رکھنا ناجائز ہے۔ کھاؤ، پیو اور عید مناؤ، اور خود ایک تانگے میں بیٹھ کر عیدگاہ کی طرف چل دیئے اور راستے بھر میں لوگوں کو بتاتے گئے "آؤ، عید پڑھنے جا رہے ہیں، تم بھی آجاؤ" علماء کے اس طرز عمل نے لوگوں کے دل سے علماء کی وقعت نکال دی اور دین اسلام (جس کے بعض علماء واحد اجارہ دار بننے کا دعویٰ رکھتے ہیں) کے مخالفوں کو اسے بدنام کرنے کا ایک مؤثر موقع ہاتھ آگیا"۔ (صفحہ)

معاصر زندگی کے مندرجات کا طویل اقتباس ہم نے من و عن اس لیے پیش کیا ہے تاکہ قارئین اندازہ لگا سکیں کہ ہلال عید کے موقع پر لوگ کس قسم کی ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوئے اور ملت اسلامیہ کی ایک پرمسرت تقریب کس طرح اختلاف و انتشار کا شکار ہوئی۔

"چاند" کے بارے میں ملی اختلاف و انتشار کا مظاہرہ سابق صدر محمد ایوب خاں کے دور اقتدار میں بھی رونما ہوا تھا یا پھر آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں اگر بلا جھجک کوئی بات کہی جا سکتی ہے تو وہ یہ کہ جب بھی ایسا کوئی واقعہ پیش آتا ہے اس میں ضرور کوئی سیاسی اختلافات کارفرما ہوتے ہیں اور "اقتدار و اختلاف" سے تعلق رکھنے والی جماعتیں ایک دوسرے پر اپنی بالادستی قائم کرنے کی کوششیں کیا کرتی ہیں۔ اس میں سچا کون اور کس کا موقف عدل و انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہوتا ہے ہم اس کا تجزیہ کیے بغیر یہ ضرور عرض کریں گے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ رمضان المبارک کا چاند کراچی میں نظر آیا تو پورے ملک نے روزے رکھ لیے اور عید کا چاند پنجاب میں نظر آیا تو کراچی والوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

دوسری بات یہ کہ ریڈیو پر چاند کی خبر آٹھ بجے کی خبروں میں اس انداز سے نشر کی گئی کہ سرگودھا وغیرہ مقامات پر چاند نظر آگیا ہے اور فلاں فلاں شہروں میں نظر نہیں آیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے ریڈیو پر صرف چاند ہونے کی ایک ہی خبر نشر ہوتی رہی ہے اس مرتبہ خبر جس انداز میں نشر کی گئی ہے اس سے مخالفین کو سیاسی انتقام کے مواقع خود فراہم کیے گئے ہیں۔ یہ انتہائی افسوسناک روش ہے جس کا دونوں طرف سے مظاہرہ کیا گیا ہے۔

جہاں تک ان علماء کا سوال ہے جنھوں نے ایک فیصلہ کرکے اس سے انحراف کیا ہے یہ ایک فقہی بات ہے کہ جب تک انہیں چاند کے بارے میں صحیح اطلاع نہ ملی تھی انہوں نے اظہار اختلاف کیا مگر جب ثقہ شہادتیں میسر آگئیں خواہ فیصلے کے چند منٹ بعد ہی کیوں نہ ہوں۔ علماء کو چاند کے بارے میں اعلان کرنے کا کیوں اختیار نہیں ___؟

اگر ریڈیو پر ۸ بجے گومگو خبریں نشر کرکے گیارہ بجے وثوق کے ساتھ سرکاری اعلان کیا جا سکتا ہے کہ کل پورے ملک میں عیدالفطر منائی جائے گی؟ تو علماء کرام یہ اعلان کرنے کے کیوں مجاز نہیں ___؟

ارباب اختیار کو چاہیئے کہ چاند کے بارے میں اختلاف و نزاع ختم کرنے اور ملت اسلامیہ کی اجتماعی تقاریب میں وحدت و یگانگت پیدا کرنے کے لیے مختلف اضلاع کے علاوہ مرکز اسلام آباد میں بھی "رویت ہلال کمیٹی" کا

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

تابش صمدانی ایم۔ اے (علیگ)

ہے ذکر فرشتوں میں جمال بشری کا
اللہ رے یہ اوج تری جلوہ گری کا

ہے عشق محمدؐ میں گریباں کا یہ عالم
فن سر بہ گریباں ہے جہاں بخیہ گری کا

اے جوش جنوں آج وہاں تک مجھے لے چل
مل جاتا ہے جس در پہ صلہ دربدری کا

خوشبوئے ریاض نبوی کا جو نشاں ہو
آجائے وہ اک جھونکا نسیم سحری کا

تابندہ ترے نور سے آدم کی جبیں ہے
رکھا ہے بھرم تو نے مقام بشری کا

ہر ذرہ ترے نور سے آئینہ نما ہے
ہر آئینہ مظہر ہے تری جلوہ گری کا

جس روز سے دیکھا ہے تصور میں مدینہ
کچھ اور ہی عالم ہے مری بے خبری کا

للہ مداوی ہو مسیحائے دو عالم
اس تابش آشفتہ کی آشفتہ سری کا

خطبہ جمعہ

۲ر نومبر ۱۹۷۳ء

مرتب
عبدالرشید انصاری

شہنشاہِ حقیقی اور اصل حاکم اللہ تعالیٰ ہے

جو حکمران خدا کے بجائے اپنا حکم جاری کرے

اس کی نافرمانی باعثِ ثواب ہے

جانشینِ شیخ التفسیر
حضرت مولانا عبید اللہ انور
دامت برکاتہم

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ

الذین اصطفٰی — اما بعد

فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ط

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِہَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۱۸۸ البقرۃ

اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

مسلمانوں کے لیے اسلام نے ہر شعبۂ زندگی میں حدود و قیود متعین کر دی ہیں۔ انہی حدود و قیود کے احترام و لحاظ کا دوسرا نام "شریعت پر عمل کرنا" ہے۔ اسلام نے جس چیز کے استعمال سے منع کر دیا وہ حرام قرار پائی ہے اور جس کے استعمال کی ممانعت نہیں وہ جائز اور مباح رہی ہے۔

اسلامی زندگی میں ایسے مواقع بھی آتے ہیں جب حرام چیزوں کے استعمال کی بھی اجازت مل جاتی ہے یا حلال چیزوں کے استعمال کی بھی مخالفت کر دی جاتی ہے ایسے مواقع پر اسلامی قوانین کی پوری پوری پابندی کرنا اور اپنے اعمال سے شرعی قدروں کو مجروح نہ ہونے دینا سچے ایمان کی برہان اور دلیل ہے۔ رمضان کا مقدس مہینہ اور بابرکت مہینہ گذر گیا خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس پورے مہینہ میں روزے رکھنے اپنے پاک نام کا ذکر کرنے، پابندی کے ساتھ نمازیں ادا کرنے تلاوت کلام پاک اور نماز تراویح میں قرآن سننے اور راتوں کو اپنی یاد کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی۔ وہ مشروبات اور ان گنت کھانے کی چیزیں جو صبح و شام شب و روز ہمارے گھروں میں استعمال ہوتی ہیں حلال ہیں اور ہم اسی لیے انہیں کھاتے پیتے ہیں لیکن رمضان شریف کے اس پورے مہینہ میں روزانہ طلوع سحر سے غروب آفتاب تک ان تمام چیزوں کا کھانا پینا روزہ داروں کے لیے ممنوع اور ناجائز قرار دے دیا گیا، غروب آفتاب کے بعد ان سب کا استعمال جائز بلکہ باعث اجر و ثواب اور طلوع سحر کے بعد ناجائز اور گناہ تھا مسلمانوں نے اسلام کے احکام کی تعمیل کی۔ پورا مہینہ روزے رکھے اور جن اوقات میں انہیں جن چیزوں سے منع کیا گیا ان سے وہ رک گئے۔

فرضیت صیام کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو جائے یعنی جس کام کا اسے حکم دیا جائے اسے وہ کرے اور جس سے روکا جائے اس سے فوراً دست کش ہو جائے۔ اسلام کی حکم عدولی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے ایمان کا دامن آلودہ نہ ہونے دے۔ صحابہ کبارؓ میں سے غالباً حضرت ابوہریرہؓ سے کسی سائل نے دریافت کیا کہ "تقویٰ" کس کیفیت اور اعمال کی کس صورت کا نام ہے۔ تو آپؓ نے ارشاد فرمایا" کہ تقویٰ کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے کوئی مسافر کسی ایسے جنگل میں جا رہا ہو جو جھاڑیوں اور کانٹوں سے اٹا ہوا ہو لیکن وہ شخص بچتے بچاتے نہایت احتیاط کے ساتھ بسلامت گذر جائے اس کا جسم اور اس کے کپڑے کانٹوں میں الجھنے سے بچ جائیں۔ بس اسی طرح رمضان شریف ہمیں اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی کے زہریلے کانٹوں سے بچنے کا ڈھنگ سکھاتے اور نیکی و بھلائی کے پھولوں سے اعمال کا دامن بھرنے کا سبق دینے کے لیے آتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً۔ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

یعنی اسلام کے ہر حکم کو مانو اور خدائی احکام کے مقابلہ میں کسی اور کا حکم ماننا یا اپنی من مانی کرنا چھوڑ دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جزائے اعمال کا ضابطہ طے شدہ ہے اور تمہارے بُرے اعمال کا نتیجہ تمہارے حق میں بُرا ہوگا۔ اچھے اور نیک اعمال کا اجر و ثواب تمہارے لیے باعث نجات ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے، اس کی طرف سے کسی پر زیادتی نہیں ہوتی کہ کسی کی محنت ضائع ہو جائے یا ایک شخص کے گناہ کسی دوسرے کے ذمہ خواہ مخواہ ڈال دیئے جائیں بلکہ اس کے قانون جزا کی رُو سے ہر شخص اپنے اچھے بُرے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اسلام کی لافانی تعلیمات یہی ہیں۔ اسلام نے عیسائیوں کے اس خود ساختہ نظریہ کی زبردست تردید کی جس کی رُو سے وہ اللہ تعالیٰ پر بے انصافی کا الزام عاید کرتے ہیں کہ خدا کے نافرمانوں، باغیوں اور ظالموں کی طرف سے مسیح ابن مریم سولی دیئے گئے اور ابن مریم کی قربانی اس طرح سب کے گناہوں کا کفارہ ہو گئی۔ کیا کوئی باشعور اور راست باز انسان اس بات کو مان سکتا ہے کہ "کھرے داڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا" اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی اندھیر گردی نہیں ہے کہ نیکی کا باغ برباد کرنے والے ڈاکو ظالم سفاک اور عیاش تو کوئی اور تھے لیکن سزا ابن مریم کو بھگتنا پڑی۔ قرآن نے صاف صاف اعلان کر دیا۔ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ (کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا)

سب مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ۔ صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور یقین رکھو اور صرف اسی کا حکم مانو۔ پہلے بیت المقدس قبلہ تھا اور بیت المقدس کی جانب منہ کر کے مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحویل قبلہ کا حکم نازل ہو گیا اور سب نے اللہ تعالیٰ کے حکم والے گھر کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی، شراب نوشی پہلے جائز تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے حرام قرار دیئے جانے کا حکم جاری ہوا تو لوگوں نے شراب کے برتن تک توڑ دیئے اور شراب گلی کوچوں میں پانی کی طرح بہہ نکلی۔ مسلمان کی شان یہی ہے کہ وہ دین کے ہر حکم کو بلاتامل تسلیم کرے اور اس پر عمل کرے یہ نہیں کہ زبان سے تو کہتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے شراب پینا حرام ہے اور شراب پیتا بھی رہے اسے کوئی دین نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام اگر کوئی شخص ہمارے سامنے عمل کے لیے پیش کرتا ہے اور انہیں نافذ کرتا ہے تو وہ خلیفۃ اللہ فی الارض ہے اس کا حکم ماننا اور اس کی تابعداری کرنا مسلمانوں کا مذہبی فریضہ اولین ہے۔ ایسے سربراہ مملکت کی حکم عدولی اور نافرمانی بہت بڑا گناہ اور درحقیقت قانون الٰہی سے بغاوت کے مترادف ہے اس کے برعکس اگر کوئی حاکم خدائی احکام کی بجائے اپنے احکام جاری کرتا ہے تو اس کے خلاف شریعت نافذ کردہ احکام و قوانین کو ماننا شرک فی القانون کے مترادف ہے ایسے حاکم کی حکم عدولی ضروری اور باعث اجر و ثواب ہے کیونکہ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (حکم صرف اللہ کا حق ہے) ساری مخلوق اسی کی ہے۔ اس مخلوق پر حکم بھی اسی کا نافذ ہو سکتا ہے اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن اور مَلِکُ الْاَمْلَاک شہنشاہ، بادشاہوں کا بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہے شرعی طور پر کسی انسان کے لیے شہنشاہ کے لفظ کا استعمال حرام ہے اور ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ قبیح ترین نام شہنشاہ ہے۔ دراصل انسان جو خدائی نظام کے سامنے مجبور محض ہے اور اس نظام میں وہ مداخلت کر ہی نہیں سکتا۔ اس کو شہنشاہ کہنا سراسر خلاف حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ کے بجائے ایک انسان کو احکم الحاکمین قرار دینا ہے صریحاً دین کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک و بدعات سے محفوظ رکھے اور صرف اپنے احکام کی تعمیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

رمضان المبارک میں جس قدر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکی اور عبادت کا موقع ملا اسے اپنے ہی فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جو کوتاہی اور لغزشیں ہوئی ہیں انہیں معاف فرمائے۔ اور آئندہ کے لیے پورے گیارہ مہینوں میں بھی نیکی پر عمل پیرا ہونے اور معصیت و برائی سے کامل اجتناب کی توفیق بخشے۔ (آمین ثم آمین)

قسط نمبر (۲)

اسلامی حکومت کا مقصد

عبدالرحمٰن لدھیانوی۔ شیخوپورہ

مسلمان حاکموں کو تنبیہہ

حاکموں کو ہدیہ قبول کرنا خیانت ہے ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی وصولی کے لیے عامل مقرر فرمایا جب وہ زکوٰۃ وصول کر کے لایا تو بارگاہِ نبوت میں عرض کی یا رسول اللہ! یہ بیت المال کا ہے اور یہ چیز مجھ کو ہدیۃً ملی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "مجھے اس ذات کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو کوئی اس قسم کی کوئی چیز کسی سے وصول کرے قیامت میں وہ چیز بجنسہٖ لائی جائے گی اور اس کی گردن پر سوار کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

سفارش کی بنا پر حق رسی نہ کرنا

قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی۔ قریش کے بڑے بڑے لوگ اکٹھے ہوئے اور مشورہ کیا کہ اس عورت کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ حضرت اسامہؓ بن زید کو اس کی سفارش کے لیے چنا گیا۔ حضرت اسامہؓ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اس عورت کے حق میں سفارش کی۔ یہ سفارش آنحضرتؐ پر ناگوار گذری اس کے بعد آنحضرتؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اس بنا پر ہلاک کیے گئے کہ جب کوئی معزز و شریف آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی مسکین اور ضعیف شخص چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔ (بخاری و مسلم)

جب سفارش کا یہ حال ہے تو رشوت کے متعلق کچھ لکھنا ہی عبث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب امانت ضائع کی جانے لگے تو اس وقت قیامت کے منتظر رہو۔ امانت سے مراد یہ ہے کہ کسی کام کو نا اہل کے سپرد کیا جائے

مسلم حاکم کے فرائض

اولی الامر پر واجب ہے کہ وہ ان لوگوں کو فریضۂ صلوٰۃ کا حکم کرے جو اس کے زیر فرمان ہوں اور اگر وہ نہ مانیں تو ان کو سزا دے اسی طرح ان لوگوں سے بھی مقاتلہ کیا جائے جو زکوٰۃ اور روزے کے تارک ہوں اسلامی فرائض اور واجبات سے منکر اور ان کی توہین کرنے والوں سے لڑائی کرو۔ اے مسلمانوں کے حاکمو اور سردارو! تم اس لیے مسلمانوں کو سپاہی بنا کر مسلح نہیں کرتے کہ وہ تمہارا ظلم و جور برداشت نہیں کریں گے۔ یاد رکھو تم اور تمہارے ساتھی جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اگر تم مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو ہتھیار رکھنے کا نہ صرف حق دیا ہے بلکہ نماز کی طرح فرض عین کر دیا ہے وہ حق انگریز کے نافذ کئے ہوئے ایکٹ اسلحہ کو منسوخ کر کے مسلمان کو واپس دو۔ تاکہ وہ اہم ترین مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لیے تیار ہو جائے۔ از روئے قرآن و حدیث جس شخص کے دل میں ولولہ جہاد نہیں ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے یاد رکھو دین کے قائم رکھنے والی دو چیزیں ہیں۔ قرآن اور تلوار قرآن نیکی ہے اور تلوار قوت، نیکی اور قوت کی فضا اور آب و ہوا میں اسلام کا مبارک درخت نشو و نما اور پھولتا پھلتا ہے۔ یاد رکھو دنیا میدان کش مکش حیات ہے نیکی اور بدی کی ابدی و ازلی جنگ کبھی ختم نہ ہوتی ہے نہ ہوئی اور نہ ہو گی۔ نجات خدا کے نیک سپاہی اور مجاہد بننے اور ماسوا اللہ کے منکر ہونے میں ہے۔ مطلق العنان بادشاہ اگر شخصی الٰہ ہونے کے دعوے دار تھے تو فرنگی جمہوریت نے شخصی الٰہ کو معزول کر کے اس کی جگہ جماعت کا الٰہ مقرر کر دیا جو قانون بنتا ہے جماعتی نگاہ سے بنتا ہے اور مخالف جماعت کو اس قانونی شکنجہ میں کسا جاتا ہے کیا ان قرآنی ارشادات میں تمہارے لیے کوئی نصیحت نہیں ہے کیا نماز روزہ پر تمہارا ایمان ہے اور باقی قرآن کو ناقابل عمل سمجھتے ہو؟ مرض کی جڑ یہ ہے کہ تم اپنی خواہشات کو اللہ اور اس کے قانون کے ماتحت کرنے کی بجائے تم اللہ کے قانون کو اپنی خواہشات کے تابع رکھنا چاہتے ہو۔

قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ قانون قرآن کو تمہاری ساری اور کل زندگی پر نافذ کرنا چاہتا ہے۔ تم کو انتخاب کا حق نہیں دیا گیا۔ یا سب پر ایمان لا کر اس کے مطابق عمل کرو یا سب سے انکار کر کے دین و دنیا کا نقصان خریدو۔ ان دو حالتوں کے درمیان تیسری کوئی راہ نہیں ہے۔

جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے قانون پر حکم نہیں کرتے وہ فاسق ہیں۔ (۵۔۴۷)

جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے قانون کے مطابق حکم نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔ (۵۔۴۵)

جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے قانون کے موافق حکم نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ (۵۔۴۴)

رسول پاک کے ارشادات

۱۔ تم مسلمان ایک شخص واحد کی مانند ہو کہ اگر اس کی آنکھ دکھے تو تمام بدن کو تکلیف ہو اور اگر سر میں درد ہو تو بھی سارا جسم بے چین رہے۔ اسی طرح ایک مسلمان کی تکلیف سے تمام مسلمانوں کو بے چین ہونا چاہیئے۔

۲۔ مسلمان پر مسلمان کی ہر ایک چیز حرام ہے خواہ اس کا خون ہو، اس کی عزت ہو یا اس کا مال۔

۳۔ مسلمان، مسلمان کے لیے دیوار کی مانند ہے جس طرح دیوار کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کے لیے باعث مضبوطی ہے اسی طرح مسلمان بھی ایک دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔

۴۔ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں مظلوم کی تو امداد کیا کرتا ہوں لیکن ظالم کی مدد کیوں کر کروں؟ ارشاد ہوا کہ ظالم کو ظلم سے منع کرنا اس کی مدد کرنا ہے۔

اسلام سیاسیات میں مذہبی حیثیت سے اپنے تمام مقدم و موخر مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے مسلمانوں نے جب سلطنت کی عنان ہاتھ میں لی تو انہیں کسی سٹولن کسی لائیکرگس، کسی بولیس اور کسی نوشیرواں کے قانون کا محتاج نہیں ہونا پڑا۔ قرآن میں ہر چیز موجود تھی جس کا اعتراف یورپ کے تمام فضلاء کو ہے اور نہ بھی ہوتا تو تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کے پاس کم و بیش ڈیڑھ صدی تک ایک قرآن کے سوا اور کوئی کتاب نہ تھی۔ اسی اور صرف اسی کی مدد سے انہوں نے تاتار سے لے کر مراکش و ہسپانیہ تک فرمانروائی کی اور فرمانروائی بھی ایسی کامیاب اور اتنی اعلیٰ کہ اپنے پرائے سب آج تک انگشت بدنداں ہیں۔

حکومت کے آئین و قوانین سب قرآن ہی سے اخذ کیے گئے تھے۔ فرمانرواؤں کی اطاعت پر بڑا زور دیا گیا تھا اور ہر جرم کی سزا قرآن کے مطابق دی جاتی تھی سب لقب اسلامی حکومتیں اصلاح اخلاق کو بھی مدنظر رکھتی تھیں۔ خدا کا خوف پیدا کرتی تھیں۔ جرائم پہ اخروی بازپرس کا بھی کھٹکا رہتا تھا۔ تعزیرات اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ جرائم کے استیصال پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ مسلمان حاکم کا فرض ہے کہ وہ اپنے زیر فرمان تارک صلوٰۃ و زکوٰۃ اور صیام و حج کو شکنجۂ سزا میں کس دے۔ تمام علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ بے نمازیوں سے جنگ و جدال کیا جائے اسی طرح جو زکوٰۃ اور روزہ کے تارک ہوں، ان سے مقابلہ کیا جائے۔ اسی طرح شراب خوروں کو زجر و توبیخ کی جائے۔

اے مسلمان حاکمو! پہلے تم طاغوتی حکومت کے ملازم تھے اور اب مسلمانوں کی حکومت کے ملازم ہو۔ پہلے تم خدا کی زمین پر اکڑ کر چلتے تھے اور بلند طرے رکھتے تھے اور مخلوق خدا کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ تم شتر بے لگام تھے۔ غریب اور مسکین مسلمانوں کو اپنے حاکمانہ ظلم و جور کا تختۂ مشق نہ بناؤ۔ خود نمازیں ادا کرو، بلکہ امامت کراؤ، خطبے دو، خود روزے رکھو۔ زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے زیر فرمان لوگوں کو عبادات کی ادائیگی کا حکم دو۔ شراب اور انگریز کے دور کی بنائی ہوئی کلبوں کی جوا بازی سے توبہ کرو۔ اسلامی فرائض اور واجبات سے منکرین سے مجادلہ و مقابلہ کرو اور میدان جنگ میں مسلمانوں کے قائد بنو۔ یاد رکھو کہ ملت اسلامیہ کی بقاء قرآن اور تلوار سے ہے۔

اقوام عالم کے مقابلہ میں مسلمان مخصوص قرآنی اصولوں، مخصوص اسلامی روایات، مخصوص تمدن و معاشرت اور مخصوص معیشت و سیاست کے حامل ہیں۔ یورپ کے لوگوں نے اسلامی ہدایت سے ہٹ کر خود اپنے دماغوں کی

سبھی ہے انجمنِ درد و سوز و ناز و نیاز
ہوئے ہیں اس پہ مرتب مشاہداتِ حجاز

مشاہداتِ حجاز

قسط نمبر ۲۴

مجاھد الحسینی



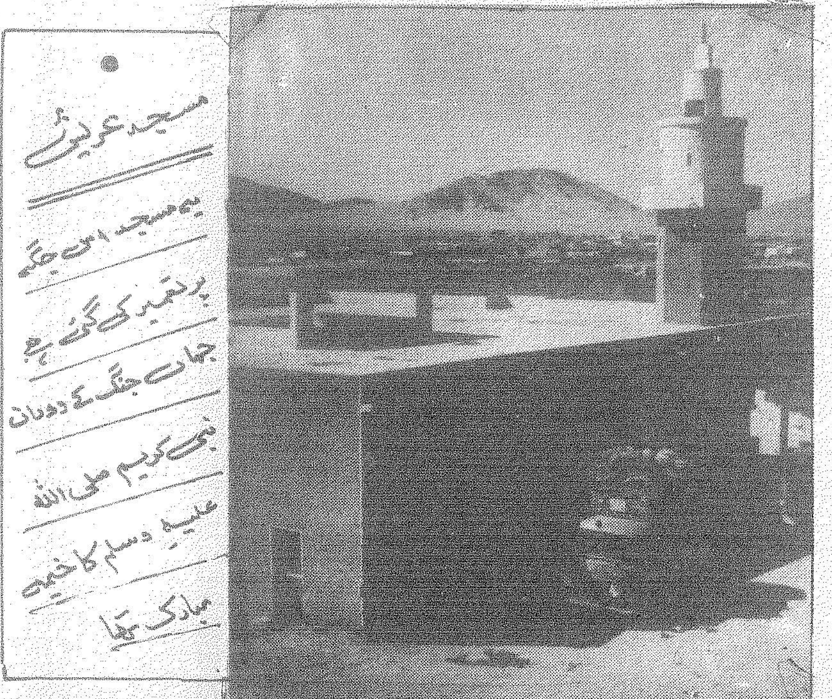
• مسجد العریش ـــــ مقام بدر پر پانی کا چشمہ

• گنبدِ خضرا کی اوّلین زیارت کا ایمان افروز منظر

• امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایمان افروز خطاب

مقام بدر کی تاریخی حیثیت کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ اجمالی معلومات کے درجہ میں ہے ورنہ بدر کی تاریخی حیثیت اور اس میں برپا ہونے والے "معرکۂ حق و باطل" کی فوجی اہمیت کے سلسلہ میں بھی اس عنوان کے ماہرین نے بہت کچھ تحریر فرمایا ہے اور بڑی وقیع معلومات فراہم کی ہیں کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ عرب کے ساتھ جس مقام پر جہاد کیا اور انھیں شکست دے کر حق کا پرچم بلند فرمایا تھا۔ فوجی نقطۂ نگاہ سے اس کا کیا مقام تھا۔

بدر کے اس تاریخی مقام پر کھڑے ہوکر ارد گرد کی پہاڑیوں اور حملہ آور فوج کے راستوں کا جناب حسین عاشور نے تفصیلی پس منظر بیان کرکے صحیح نقشہ پیش کیا۔ ان کا اندازِ بیان نہایت ایمان افروز اور روح پرور تھا۔ جب ہم شہداء بدر کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے بعد مسجد العریش کی طرف آئے تو ساتھ ہی کھجوروں کے جھنڈ میں صاف و شفاف پانی کا چشمہ نظر آیا۔ وہاں سب نے وضو کیا اور مسجد العریش میں نوافل ادا کیے۔ مسجد العریش ٹھیک اس مقام پر تعمیر کی گئی ہے۔ جہاں پر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب تھا۔ اور جس مقام پر کہ آپ نے صحابہ کرامؓ کی ۳۱۳ افراد پر مشتمل ایک مختصر سی جماعت کی کامیابی اور فتح و نصرت کے لیے سربسجود ہوکر اللہ کے حضور دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر سرزمین پر موجود چند فرزندانِ اسلام پر چھوٹی سی جماعت آج ختم ہوگئی تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعا کو شرف قبولیت عطا کرکے فرشتوں کی ایک زبردست امدادی فوج آسمان سے نازل فرماکر امت محمدیہ کو فتح و نصرت عطا فرمائی تھی۔ مسجد العریش کے دروازے کے باہر ننھے منھے لڑکے لڑکیاں مل کر وہی اشعار پڑھ رہی تھیں جو حضور نبی کریم علیہ السلام کی بدر میں تشریف آوری پر ننھے بچیوں نے مل کر گائے تھے۔ وہ اشعار



مسجد عریش

یہ مسجد اس جگہ پر تعمیر کی گئی ہے جہاں جنگ کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ مبارک تھا

جناب حسین عاشور نے نہایت خوشخط راقم الحروف کی ڈائری میں بطور یاد تحریر بھی کیے جو کہ اس مضمون کے ساتھ شریک اشاعت ہیں ـــــ بدر کے مقام پر صاف و شفاف اور میٹھے پانی کا چشمہ سب کی حیرت اور توجہ کا باعث بنا۔ کہ پورا علاقہ سنگلاخ اور خشک پہاڑوں کا مرکز ہے ایسے مقام پر پانی کہاں سے آگیا۔؟ بعض کہتے ہیں کہ پانی کا یہ چشمہ قدرتی ہے اور بعض اسے حکومت کے جدید نظام آب پاشی کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ چشمے کا مرکز اور منبع بدر کے دیگر مقامات کی نسبت خاصا گہرا اور نشیب میں واقع ہے۔ بہرکیف پانی کا یہ چشمہ بھی نعمت خداوندی ہے شہداءِ بدر کے مزارات اور مسجد العریش میں نوافل کی ادائیگی سے فارغ ہوکر ہم نے باہر آکر مدینہ طیبہ روڈ پر واقع قہوہ خانہ میں چائے وغیرہ کی صورت میں روحانیت کے ساتھ ساتھ کام و دہن کی لذت کا بھی سامان فراہم کیا۔

• مدینہ منورہ کو روانگی

مقام بدر سے فارغ ہوکر ہماری گاڑیاں پوری سرعت اور تیز رفتاری کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوگئیں۔ راستہ میں پہاڑی دامن میں واقع کھجوروں کے باغات اور سرسبز علاقہ نہایت خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔ بدر سے چل کر راستہ میں کئی چھوٹی چھوٹی بستیاں بھی نظر آئیں۔ جدہ سے مدینہ طیبہ تک پوری سڑک بالکل نئی اور نہایت صاف اور ہموار ہے۔ بدر سے آگے کے مقامات میں کہیں کہیں خوبصورت بڑے بڑے پل بھی تعمیر کیے گئے ہیں تاکہ بارشوں کا پانی سڑک کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ راستہ میں حکومت سعودیہ کے قائم کردہ سکول اور ہسپتال بھی دکھائی دیئے ہماری گاڑیاں جب مدینہ منورہ پہنچیں اور ہم درود و سلام کا ورد کرتے سراپا ادب و احترام، سر جھکائے محو سفر تھے۔ کہ ڈرائیور نے تمام ساتھیوں کو متوجہ کرتے ہوئے یہ مسرت افزا اور ایمان پرور اطلاع دی کہ چند مرحلوں پر سامنے گنبد خضرا اور مسجد نبوی کے مینار نظر آئیں گے۔ ڈرائیور نے جب یہ نشاندہی کی کہ چند قدم کے فاصلہ پر سے گنبد خضرا کے دیدار کی سعادت نصیب ہونے والی ہے تو سب کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ سب کی گردنیں جھک گئیں۔ اللہ اللہ وہ سعادت حاصل ہو رہی تھی جس کی آرزو اور ذوق و شوق میں صرف ہمارے ہی نہیں کروڑوں فرزندانِ اسلام کی زندگیوں کے لمحے گن گن کر بسر ہوئے۔ ؎

منزل سعد چوں شود نزدیک　　آتشِ شوق تیز تر گردد

درود و سلام زبان پر جاری، دل وفور شوق سے امڈ رہا ہے، دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی ہیں، کیف و مستی کا عالم طاری ہے، پوری فضا معطر ہے، بھینی بھینی خوشبو کے جھونکے آ رہے ہیں۔ ؎

وہ ایک بار ادھر سے گئے گراب تک　　ہوائے رحمت پروردگار آتی ہے

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے　　غبار راہ کو بخشا فروغ وادیِ سینا

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است　　اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

لیجیے ـــ وہ سامنے دو پہاڑوں کے درمیان سے گنبد خضرا نہایت عظمت و شوکت، پوری تمکنت اور وقار کے ساتھ سامنے نظر آ رہا ہے۔ اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل

سیدنا محمد و بارک وسلم کما تحب و ترضی عدد ما تحب و ترضی۔ کا ورد ۔ باآواز بلند شروع ہوگیا۔

● گنبدِ خضرا پر نگاہِ اولین

گنبدِ خضرا پر جب پہلی نگاہ پڑی تو معاً امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ یاد آگئے۔ کیونکہ مدینہ طیبہ کے پورے شہر میں کئی منزلہ عمارتوں اور بلند و بالا بلڈنگوں کے باوجود سب سے اونچی شان گنبدِ خضرا کی ہے اور ساتھ ساتھ مسجد نبوی کے مینار۔ بس اس کے سوا پورے شہر کی کوئی بلند و بالا چیز نظر نہیں آتی ___ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس وجہ سے یاد آتے۔ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے ایک واقعہ سنایا تھا۔

جن دنوں سعودی حکمران جنت البقیع میں تعمیر کردہ قبے گرا رہے تھے ان دنوں متحدہ ہندوستان میں نجدی حکمرانوں کے خلاف بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کی طرف سے جلسوں میں سخت قسم کی تنقیدی مہم جاری تھی۔ اور نجدیوں کے خلاف کفر کے فتوے لگائے جا رہے تھے۔ ٹھیک ان دنوں پنجاب کے شہر ڈیرہ غازی خاں میں مجلس احرار اسلام کے جلسے میں امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب تھا۔

قاضی احسان احمد مرحومؒ نے بتایا کہ جلسہ شروع ہونے سے پہلے میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اسلحہ اور لاٹھیاں لے کر سٹیج کو گھیرا ڈالے کھڑے ہیں۔ وجہ دریافت کی تو احرار کارکنوں نے بتایا کہ یہ لوگ شاہ صاحب پر اعتراض کرنے آئے ہیں اگر جواب صحیح نہ ملا تو یہ حملہ آور ہوں گے اور شاہ صاحب کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے ___ انہوں نے قاضی صاحب سے کہا کہ شاہ صاحب کی خدمت میں گذارش کی جائے اس موضوع پر ذرا سوچ سمجھ کر گفتگو کریں تاکہ کوئی ناگفتنی صورت نمودار نہ ہو۔

بہرنوع ___ شاہ صاحب جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ قاضی صاحب نے صورتِ حال سے شاہ جی کو مطلع کیا۔ قاضی صاحبؒ کی تقریر کے بعد امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تقریر کے لیے کھڑے ہوتے ہوئے آپ نے اپنی روایتی انداز میں خطبہ مسنونہ شروع کیا۔ اور سحر آفریں لہجہ میں درود و سلام کی تلاوت کی تو مدینہ کی گلیوں اور مکہ کے بازاروں کی یاد تازہ ہوگئی۔ تلاوت کے بعد جب خطاب کا آغاز ہوا تو سٹیج کے اردگرد کھڑے مسلح افراد نے شور مچانا شروع کردیا۔ کہ تقریر سے پہلے ہمارے اعتراض کا جواب دیا جائے! سامنے مجمع میں سے جو شخص معترض تھا شاہ جی نے اسے سٹیج پر بلایا اور اسے سامعین کے سامنے کھڑا کرکے دریافت کیا کہ اعتراض کیا ہے۔؟ اس شخص نے باآواز بلند کہا۔ کہ نجدی قبے گرا رہے ہیں اور جنت البقیع کے مزارات کے تمام قبے جو ترک حکمرانوں نے تعمیر کیے تھے سب گرا دیئے گئے ہیں۔

شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ وہاں پر کوئی قبہ اور کوئی گنبد رہنے بھی دیا ہے یا سب گرا کر ختم کردیئے گئے ہیں؟ اس پر معترض نے جواب دیا کہ ہاں صرف ایک گنبدِ خضرا" کا وجود باقی رکھا گیا ہے ___ اس پر امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنے جلال آمیز لہجہ میں تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

لوگو! سن لو ___! میرا عقیدہ اور ایمان یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات الوہیت میں وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس نبوت و رسالت میں وحدہ لاشریک ہے۔ بعینہٖ یہ بھی میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرور دوعالم خاتم الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ کے مزارِ منوّر کا قبۂ خضرا بھی وحدہٗ لاشریک "اکیلا" ہی ہونا چاہیئے ___ مدینہ طیبہ میں جب داخل ہوں تو زائرین کی نگاہیں بہت سے گنبدوں اور قبوں میں سے گنبدِ خضرا کو تلاش نہ کریں۔ داخلے کے وقت صرف گنبدِ خضرا ہی نظر آئے۔

چنانچہ ___ جب مدینہ طیبہ پر ہماری نگاہِ اولین پڑی تو گنبدِ خضرا کی شان اور عظمت سب سے بلند اور ارفع نظر آئی۔ گنبدِ خضرا سب کی نگاہوں کا مرکز و محور ہوتا ہے اور سچ پوچھیے! تو جہاں سے روضۂ اطہر پر نگاہ پڑتی ہے۔ وہاں سے اردگرد کے پہاڑوں اور راستے میں واقع کسی چیز کی طرف توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ہوتی۔

یہ گراں قدر تحقیقی مضمون مراکش میں شائع ہونے والے عربی ماہنامے "دعوۃ الحق" کے جمادی الاول ۱۳۹۲ھ کے شمارے میں شائع ہوا ہے۔ اس کی علمی اہمیت کے پیشِ نظر اس کا ترجمہ استاد محمد منتصر اور ادارہ دعوۃ الحق کے شکریہ کے ساتھ ہفت روزہ اہلحدیث سے پیش کیا جاتا ہے۔

مستشرقین کی تاریخ اسلام کے ساتھ بے انصافی

تحریر: الاستاذ محمد المنتصر الریسونی مراکش ترجمہ و تلخیص: محمد سلیمان اظہر ایم۔اے

یورپ میں علماء کا ایک طبقہ وہ ہے جو مستشرقین کہلاتا ہے۔ یہ لوگ مغرب میں بیٹھ کر مشرقی علوم پر تحقیق و تدقیق کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض لوگوں نے اسلامی علوم کی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ لیکن ان کی اکثریت ہمارے مذہب، ثقافت اور تاریخ میں کیڑے نکالنے کا فریضہ انجام دیتی ہے وہ طرح طرح کے الزامات لگا کر ہمیں بدنام کرتے رہتے ہیں۔ انہی میں ایک الزام یہ ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کے دور میں حضرت عمروؓ بن العاص فاتح مصر نے سکندریہ کا کتب خانہ جلا دیا تھا۔ اس واقعہ کو پیش کرکے وہ اسلام اور مسلمانوں کو علم کا دشمن ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم آج اس اعتراض کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

مشہور حکیم عبداللطیف بغدادی نے اپنی کتاب "الافادہ والاعتبار" میں ذکر کیا ہے کہ سکندر یونانی کے بسائے ہوئے شہر سکندریہ (مصر) میں ایک دارالعلوم قائم تھا۔ جس میں ارسطو جیسے یکتائے روزگار نے درس و تدریس کی مسند کو رونق بخشی تھی۔ اس دارالعلوم میں کتب کا ایک عظیم الشان خزانہ تھا جس کو حضرت عمروؓ بن عاص نے حضرت عمرؓ کے حکم سے جلا دیا تھا۔

اس کے بعد یہی واقعہ ہمیں قفطی کی کتاب تاریخ الحکماء میں ملتا ہے۔ قفطی نے عبداللطیف بغدادی کا مذکورہ بالا قول اس اضافے کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ یحییٰ نحوی اسقف نے کتب فلسفہ کا مطالعہ کیا اور اسی کے زیرِ اثر وہ تثلیث کا منکر ہو گیا۔ بعد ازاں وہ حضرت عمروؓ بن عاص کا دوست بن گیا اور ان سے وہ کتب فلسفہ مطالعہ کے لیے

مکتبۂ اسکندریہ کی

آتش زدگی کا الزام غلط ہے

طلب کیں۔ جو ان کے پاس دارالکتب سکندریہ میں موجود تھیں۔ گورنر مصر جناب عمروؓ بن عاص نے حاکمِ وقت حضرت عمرؓ سے مشورہ طلب کیا تو حضرت عمرؓ نے انہیں جلا دینے کا حکم دے دیا۔

یہودی الاصل مسیحی ابوالفرج بن العبری نے اپنی کتاب مختصر الاول میں یہی بات اس طرح بیان کی ہے۔ کہ اہل اسکندریہ میں ایک شخص حنا الاجروی نے عمرو بن العاص سے دارالکتب سکندریہ کے مخطوطات مطالعہ کے لیے مانگے۔ آپ نے خلیفہ ثانی سے اجازت طلب کی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کہ جن کتابوں کی اجازت کے بارے میں تم نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے وہ اگر کتاب اللہ کے موافق ہیں تو ہمیں صرف کتاب اللہ کافی ہے ___ انہیں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد انہیں جلا دیا گیا۔

اور یوں بھی کہا گیا کہ حضرت عمرؓ کے حکم سے ان کتابوں کو شہر میں ... حماموں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان کتب کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ان کے اوراق

(باقی صفحہ ۱۴ ...)

الملک العادل سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمۃ

نے تقریباً فلسطین کے پورے علاقے کو صلیبیوں سے صاف کر دیا تھا

ان کی سب سے بڑی آرزو اور سب سے مقدس خدمت بیت المقدس کی بازیابی تھی ،

مولانا ابوالحسن علی ندوی ،

پانچویں صدی ہجری کے ابتدائی زمانے کا ذکر ہے جب ایک طرف مرکز اسلام میں پوری قوت سے تصنیفی و تعلیمی کام ہو رہا تھا اور بعض عظیم شخصیتیں اصلاح و تربیت میں مشغول تھیں ۔ دوسری طرف پورے عالم اسلام پر خطرے کے بادل منڈلا رہے تھے اور مسلمانوں کی ہستی اور نفس اسلام کا وجود زد میں تھا ۔ مسیحی یورپ صدیوں سے اسلام سے خار کھائے بیٹھا تھا ۔ مسلمان اپنی پوری مشرقی سلطنت پر قابض تھے اور اس کے تمام مقدس مقامات اور خود مولد مسیح ان کے قبضہ اور تولیت میں تھا ۔ یورپ کے جذبۂ انتقام اور اشتعال کے لیے یہ صورت انتہائی ناگوار تھی لیکن طاقت اور اسلامی سلطنتوں کی موجودگی اور ہمسایہ مسیحی سلطنت پر ان کی مسلسل پیش قدمی رکاوٹ تھی اور کوئی فیصلہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ شام و فلسطین یا کسی اسلامی ملک کی طرف نظر اٹھائے ۔ سلجوقی سلطنت کے زوال اور اسلامی سلطنت کی شمالی سرحدوں کی کمزوری کی وجہ سے یورپ میں قسمت آزمائی کا خیال پیدا ہوا اسی عرصہ میں اس کو راہب پطرس کی صورت میں ایک ایسا خطیب اور مذہبی واعظ مل گیا جس نے ساری مسیحی دنیا میں اپنی آتش نوائیوں سے آگ لگا دی اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک مذہبی جنون کی ایک لہر پیدا کر دی اس کے علاوہ وسیع و زرخیز اسلامی مملکت پر حملہ کرنے اور بھی متعدد سیاسی و معاشی اسباب و محرکات جمع ہو گئے تھے جنہوں نے صلیبی حملوں میں دینی و دنیاوی کشش اور ترغیب پیدا کر دی ۔

بہر حال سنہ ۴۹۱ھ میں صلیبیوں کے پہلے لشکر نے شام کی طرف کوچ کیا ، دو سال کے عرصہ میں صلیبیوں کے لشکر نے الرہا (ایڈیسا) اور ولایت انطاکیہ کے بڑے شہروں ، بہت سے قلعوں اور حلب پر قبضہ کر لیا ۔ سنہ ۴۹۲ھ میں صلیبی مبارزوں نے یروشلم ، بیت المقدس کو فتح کر لیا اور چند سال کے اندر اندر ملک فلسطین کا بڑا حصہ یعنی ساحل شام پر انطرطوس ، عکہ ، طرابلس ، المشرق اور صیدا صلیبیوں کے تصرف میں آ گیا ۔ مشہور انگریز مورخ سٹینلے لین پول کے بقول صلیبی سپاہی ملک میں اس طرح گھسے جیسے کوئی پرانی لکڑی میں پچر ٹھونکے ۔ تھوڑی دیر کو یہی معلوم ہونے لگا کہ درخت اسلام کے تنے کو چیر کر اس کی چھپٹیاں اڑا دیں گے ۔

صلیبیوں نے داخلہ بیت المقدس کے موقع پر فتح کے نشے میں سرشار ہو کر مجبور مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس کا ذکر ایک ذمہ دار مسیحی مورخ ان الفاظ میں کرتا ہے ۔

"بیت المقدس میں فاتحانہ داخلہ پر مسیحی سپاہیوں نے قتل عام مچایا ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ صرف صلیبیوں کے گھوڑے جو مسجد عمر رضی میں سوار ہو کر گئے گھٹنوں گھٹنوں خون کے چشمے میں ڈوبے ہوئے تھے بچوں کی ٹانگیں پکڑ کر ان کو دیوار سے دے مارا گیا یا ان کو چکر دے کر فصیل سے پھینک دیا گیا اور بڑے بوڑھے زندہ جلا دیئے گئے

دوسرے دن اس نے بڑے پیمانہ پر لرزہ خیز مظالم کا جان بوجھ کر اعادہ کیا ٹینکرڈ نے تین سو قیدیوں کی جان کی حفاظت کی ضمانت کی تھی ، وہ چیختا چلاتا رہا اور ان سب کو باہر لا کر قتل کر دیا گیا ۔ پھر ایک زبردست قتل عام شروع ہوا ۔ مردوں ، عورتوں اور بچوں کے جسم ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کر دیئے گئے ان کی لاشوں کے ٹکڑوں اور کٹے ہوئے اعضا کے ڈھیر لگے تھے بالآخر یہ سفاکانہ قتل عام اختتام کو پہنچا ۔ شہر کی خون آلود سڑکوں کو عرب قیدیوں سے دھلوایا گیا (انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد ۶ صفحہ ۲۲۵ مضمون کروسیڈ)

اسلام کی تاریخ میں یہ سخت خطرے کی گھڑی تھی !

بیت المقدس کی فتح اسلامی سلطنت کے ضعف اور زوال اور مسیحی دنیا کی بیداری اور اس کی نوخیز طاقت کی خبر دیتی تھی اور عالم اسلام میں خطرہ کی گھنٹی تھی ۔ شام و فلسطین میں مسلسل چار عیسائی ریاستیں ۔ قدس ، انطاکیہ ، طرابلس اور اڈسہ کی قائم ہو چکی تھیں جو مرکز اسلام حجاز کی آزادی اور حرمت کے لیے مسلسل خطرہ تھیں ۔ مسیحیوں کے حوصلے اتنے بلند ہو چکے تھے کہ ارنی ناٹ والی کرک نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور روضہ اطہر کے متعلق گستاخانہ اور اہانت آمیز کلمات اور ارادوں کا اظہار کیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ واقعہ ارتداد کے بعد اسلام کی تاریخ میں اس سے زیادہ نازک ....

وقت اور خطرہ کی گھڑی نہیں آئی ۔ یہ دوسرا موقعہ تھا کہ اسلام کا وجود خطرے میں تھا اور عالم اسلام کو ایک فیصلہ کن جنگ کرنی ضروری تھی ۔

یہ زمانہ عالم اسلام میں بڑے انتشار اور بدنظمی کا تھا ملک شاہ سلجوقی کے جانشین باہم دست و گریباں تھے ۔ خلفائے بنی عباس مدتوں پہلے ترکوں کو اپنی طاقت منتقل کر چکے تھے ، عالم اسلام میں کوئی طاقت ور سلطان اور کوئی قائد نہ تھا جو تنظیمی صلاحیتیں رکھتا ہو ۔ اور جو عالم اسلام کی بچی کھچی طاقت کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کر کے شمال و مغرب سے بڑھتے ہوئے خطرہ کا مقابلہ کر سکے ۔ لین پول نے صحیح لکھا ہے کہ یہ زمانہ انقباض و تذبذب کا تھا کہ اتنی وسیع و عظیم الشان حکومت و سلطنت کو موت کے کرب میں ہاتھ پاؤں مارتے دیکھ کر ہر شخص پر تحیر کا عالم تھا ۔ یہ زمانہ اسلامی حکومت کی بدنظمی کا تھا جب تک کہ نئی طاقتیں پورے طور پر ایک جہت ہو کر ایک ہی سمت میں رجوع نہ ہو جائیں ۔ مختصر یہ کہ یہی وہ ٹھیک وقت تھا جب کہ اہل یورپ فوج کشی کر کے اپنی کامیابی کو ممکن کر لیں ۔

اتابک عماد الدین زنگی

لیکن اس کشمکش اور بڑھتی ہوئی مایوسی کے عالم میں عالم اسلام کے افق پر ایک نیا ستارہ طلوع ہوا ۔ عالم اسلام کو حسب معمول عین ضرورت کے موقع پر ایک نیا قائد اور ایک تازہ دم مجاہد مل گیا اور جس گوشہ سے امید نہ تھی وہاں سے ایک نئی طاقت ابھری جس کا کسی کو خیال بھی نہ تھا ۔

لین پول لکھتا ہے "مسلمانوں کے لیے ضروری ہوا کہ وہ جہاد کا اعلان کریں ۔ اور ایک ایسا سردار پیدا کریں جس کی دلیری اور ہمت اور جنگی قابلیت کا سکہ سب ماننے لگیں ۔ ترکمانی سردار اور ان کے ماتحت والیان ملک ایک ایسی جوانمرد اور جنگجو دینداروں کی جماعت پیدا کریں جس کے سامنے صلیبیوں کو اپنے مظالم اور زیادتیوں کا جواب دینا پڑے ۔ اور اب یہ سردار عماد الدین زنگی کی ذات میں نمودار ہوا ۔"

عماد الدین سلجوقیوں کا پروردہ نعمت تھا ۔ اور سلطان محمود سلجوقی کے شہزادوں کا اتالیق اتابک اور سلطان کی طرف سے موصل کا حاکم تھا ۔ زنگی نے عراق و شام میں اپنی طاقت مستحکم منظم کر کے الرہا (ایڈیسا) پر حملہ کیا جو عیسائیوں کی ریاست میں سب سے مضبوط و مستحکم مقام تھا اور اس کو بڑی فوجی اہمیت حاصل

تھی۔ اور جمادی الآخر ۵۳۹ھ کو اس نے اربا پر قبضہ کر لیا عرب مورخین کے الفاظ میں یہ فتح الفتوح تھی۔ یہ شہر لاطینی سلطنت کا بڑا سہارا تھا اس طرح فرات کی وادی صلیبیوں کے خطرے سے محفوظ ہو گئی۔ اس فتح کے کچھ عرصہ بعد وہ ایک غلام کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔ شہادت سے پہلے اس نے صلیبیوں کے ساتھ مقابلے کی شاندار ابتدا کر دی تھی جس کو نور الدین زنگی نے عروج تک پہنچا دیا۔

الملک العادل نور الدین زنگی

نور الدین زنگی اب سلطان شام تھا اور تمام مسلمانوں کی طرف سے صلیبیوں کے اخراج اور بیت المقدس کی بازیافت کے لیے اپنے کو مامور من اللہ سمجھتا تھا اور اس خدمت عظیم کو اپنی سب سے بڑی عبادت اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ بناتا تھا اس نے اپنے حملوں سے تمام مسیحی ریاستوں پر دھاک بٹھا دی تھی ۵۵۹ھ میں وہ قلعہ حارم پر قابض ہوا جو ایک مضبوط شمالی سرحدی قلعہ تھا، بادشاہ انطاکیہ، نواب طرابلس مع دیگر معروف و مشہور نائٹوں کے گرفتار ہو گئے۔ اس معرکہ میں دس ہزار عیسائی قتل ہوئے اور بے شمار قید — اس قبضہ کے بعد ہی قلعہ بانیاس فتح کیا اور اس نے مصر فتح کر کے عیسائیوں کو دو طرف سے محصور کر لیا۔ لین پول لکھتا ہے کہ :-

"نور الدین سلطان شام کے سپہ سالار (صلاح الدین) کا رودنیل پر قابض ہو جانا یہ معنی رکھتا تھا کہ یروشلم کی مسیحی سلطنت ایک چری ہوئی لکڑی کے بیچ میں آگئی تھی۔ دونوں طرف سے وہ دب رہی تھی اور دونوں طرف جو چیز اسے بھینچ رہی تھی وہ ایک ہی طاقت کے دو لشکر تھے۔ دمیاط اور

صلیبی سپاہی ملک میں اس
طرح گھسے جیسے کوئی پرانی
لکڑی میں پچر ٹھونکے۔

اسکندریہ کی بندرگاہوں پر قابض ہو جانے سے مسلمانوں کا قبضہ ایک جہازی بیڑے پر بھی ہو گیا اور انہوں نے مصر کے صلیبیوں کا تعلق یورپ سے منقطع کر دیا۔"

نور الدین نے تقریباً فلسطین کے پورے علاقے کو صلیبیوں سے صاف کر دیا۔ لیکن اس کی سب سے بڑی آرزو اور سب سے مقدس خدمت بیت المقدس کی بازیابی تھی لیکن یہ سعادت اس کے سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایوبی کی قسمت میں تھی جو خود نور الدین کے حسنات میں شمار کیے جانے کے قابل ہے۔ ۵۶۹ھ کو چھپن برس کی عمر میں بعارضہ خناق اس کا انتقال ہوا۔ بقول انگریز مورخ سلطان نور الدین زنگی بادشاہ شام کے مرنے کی خبر مسلمانوں میں اس طرح پہنچی جیسے آسمان سے بجلی گرے۔

محامد اوصاف

مسلمان مورخ سلطان نور الدین کے عدل و انصاف، قابلیت انتظام، شرافت نفس اور جذبہ جہاد کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور وہ اپنے نام کی طرح ان سب کام کا ممدوح و محمود ہے۔ ابن جوزی جو سلطان کے معاصر ہیں۔ اپنی مشہور و معروف تاریخ المنتظم میں لکھتے ہیں۔

ابن خلکان جو اپنی مورخانہ احتیاط بچے تلے الفاظ اور نپی تلی تعریف میں مشہور ہیں، لکھتے ہیں کہ "وہ ایک مصنف، زاہد، عابد، متقی، متبع شریعت سلطان تھا۔ اہل خیر کی طرف بڑا میلان رکھتا تھا اور جہاد فی سبیل اللہ کا خاص اہتمام تھا کثرت سے صدقات و خیرات کرتا شام کے تمام بڑے بڑے شہروں میں مدارس تعمیر کیے اس کے مناقب، یادگاروں اور کارناموں کا احاطہ مشکل ہے"

تاریخ الکامل کے نامور مصنف ابن الاثیر نے ان کے متعلق یہاں تک لکھا ہے کہ "میں نے گذشتہ سلاطین کی زندگی اور حالات کا مطالعہ کیا ہے۔ خلفائے راشدین اور عمر بن عبدالعزیز کے بعد نور الدین سے بہتر سیرت اور ان سے زیادہ عادل سلطان میری نظر سے نہیں گزرا۔"

سلطان نور الدین کی وفات کے وقت ابن الاثیر کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ اس لیے ان کی روایت اور شہادت خاص وقعت رکھتی ہے وہ سلطان مرحوم کی سیرت و اخلاق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ :-

"وہ صرف اپنی جائیداد کی آمدنی سے کھاتے پہنتے تھے جو انہوں نے مال غنیمت میں اپنے حصہ کو فروخت کر کے خریدی تھی ان کی اہلیہ نے ایک مرتبہ تنگی کی شکایت کی تو ان کو انہوں نے اپنی تین دکانیں خرچ کے لیے دے دیں جو حمص میں ان کی ملکیت تھیں اور جن کی سالانہ آمدنی بیس دینار کے قریب تھی، جب بیوی نے اس کو کم سمجھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے اور جو تم میرے پاس دیکھتی ہو وہ سب مسلمانوں کا ہے میں محض خزانچی ہوں میں اس امانت میں خیانت کر کے تمہاری خاطر جہنم میں جانا گوارا نہیں کر سکتا۔"

نور الدین نے سرحدوں پر جہاد کیا اور کفار کے قبضہ سے کچھ اوپر پچاس شہر آزاد کیے ان کی زندگی اکثر سلاطین و حکام سے بہتر تھی بلکہ محفوظ تھے ان کی تعریف کی باتیں بہت ہیں۔ وہ خلافت بغداد کی باتحتی (اطاعت) کا اپنے کو پابند سمجھتے تھے۔ انتقال سے پہلے ناجائز محاصل اور ٹیکس معاف کر دیتے۔ طبیعت میں سادگی اور تواضع تھی اور

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بہت سی رائیں مذہبی احکام بن گئیں

آپ کے مقولے عربی ادب کی جان ہیں

اسلام سے پہلے عرب میں لکھنے پڑھنے کا چنداں رواج نہ تھا چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو قبیلۂ قریش میں صرف سترہ آدمی ایسے تھے جو لکھنا جانتے تھے حضرت عمرؓ نے اسی زمانہ میں لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا تھا۔

حضرت عمرؓ کے فرامین، خطوط، رقعات اور خطبے اب تک کتابوں میں محفوظ ہیں۔ ان سے ان کی قوت تحریر، برجستگی کلام اور زور تحریر کا اندازہ ہو سکتا ہے بیعت خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس کے چند فقروں کا ترجمہ یہ ہے :-

"اے خدا میں سخت ہوں تو مجھ کو نرم کر۔ میں کمزور ہوں مجھ کو قوت دے۔ ہاں : عرب والے سرکش اونٹ ہیں جن کی مہار میرے ہاتھ میں دی گئی ہے لیکن میں ان کو راستہ پر چلا کر چھوڑوں گا۔"

قوت تحریر کا اندازہ اس خط سے ہو سکتا ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام لکھا گیا تھا اس کے چند فقرے یہ ہیں :-

"اما بعد : عمل کی مضبوطی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو۔ ایسا کرو گے تو تمہارے پاس بہت سے کام جمع ہو جائیں گے پھر پریشان ہو جاؤ گے کہ کس کو کریں اور کس کو چھوڑیں اس طرح کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔"

شاعری کا خاص ذوق تھا اور شعرائے عرب کے کلام پر تنقیدی نگاہ رکھتے تھے مشاہیر میں سے زہیر کے کلام کو سب سے زیادہ پسند کرتے تھے کبھی کبھی خود بھی شعر کہتے تھے لیکن اس کی طرف جنون کی حد تک رغبت نہ تھی۔

فصاحت و بلاغت کا یہ حال تھا کہ ان کے بہت سے مقولے ضرب المثل بن گئے جو آج بھی ادب عربی کی جان ہیں۔ علم الانساب میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا یہ علم کئی پشتوں سے ان کے خاندان میں چلا آتا تھا ان کے والد خطاب مشہور نساب تھے جاحظ نے لکھا ہے کہ جب وہ انساب کے متعلق کچھ بیان کرتے تھے تو اپنے باپ خطاب کا حوالہ دیتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ پہنچ کر عبرانی زبان بھی انہوں نے سیکھ لی تھی۔ ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ توریت کا نسخہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور پڑھنا شروع کیا وہ پڑھتے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا اس سے قیاس ہوتا ہے کہ عبرانی زبان سے اس قدر واقف ہو گئے تھے کہ توریت کو خود پڑھ سکتے تھے۔

حضرت عمرؓ فطرتاً ذہین، طباع اور صائب الرائے تھے۔ اصابت رائے کی اس سے زیادہ کیا دلیل ہوگی کہ ان کی بہت سی رائیں مذہبی احکام بن گئیں۔ اذان کا طریقہ ان کی رائے کے موافق ہوا اسیران بدر کے متعلق جو رائے انہوں نے دی وحی الٰہی نے اس کی تائید کی۔ شراب کی حرمت، ازواج مطہرات کے پردہ اور مقام ابراہیمؑ کو مصلیٰ بنانے کے متعلق حضرت عمرؓ نے نزول وحی سے پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو رائے دی تھی آپ کو بارگاہ نبوتؐ میں خاص تقرب حاصل تھا۔ اس کے لحاظ سے قدرتاً ان کو شرعی احکام اور عقائد سے واقف ہونے کا زیادہ موقع ملا۔ طبیعت نکتہ رس واقع ہوئی اس لیے آئندہ نسلوں کے لیے اجتہاد اور استنباط مسائل کی وسیع شاہراہ قائم کر دی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی شرعی مسائل پر غور و فکر کرتے تھے اور جب کوئی مسئلہ خلاف عقل معلوم ہوتا تو اس کو آپ سے دریافت کیا کرتے تھے۔ سفر میں قصر کا حکم دیا گیا تھا لیکن جب راستے مامون ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

العاصفہ

اسرائیل کیلئے ہلاکت و بربادی کا طوفان

جارج ڈی

ہم ماریں گے، ضرور ماریں گے اسوقت تک ماریں گے جبتک اسرائیل کا وجود صفحہ ہستی سے مٹ نہیں جاتا۔

دن کافی چڑھ چکا تھا۔ حدِ نظر تک ریگستان پھیلا ہوا تھا اور دور بہت دور دریائے اردن بل کھاتا ہوا چلا جاتا تھا جس کے ایک طرف اسرائیل ہے اور دوسری طرف اردن۔ اسرائیلی مورچے میں اچانک ایک شور اٹھا اور اسرائیلی سپاہیوں کا ایک سیلاب سا امڈ پڑا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان میں سے پانچ ہزار سے زاید جوان، سینکڑوں بکتر بند گاڑیاں اور ٹینک لیے ریگستان کا سینہ روندتے ہوئے مشرق کی جانب بڑھے۔

یہ چھ روزہ عرب اسرائیل جنگ کے بعد کی پہلی لڑائی تھی جدید اسرائیل کی تاریخ میں پہلی بار اس کی فوجیں دریائے اردن کے دوسرے کنارے پر حملہ آور ہونے جا رہی تھیں۔ ان کا نشانہ عرب مجاہدین کی وحشت ناک تنظیم (العاصفہ طوفان) کا اردنی ہیڈ کوارٹر تھا جو کچے مکانوں والے اردنی گاؤں کرامہ میں واقع تھا۔ کرامہ جو دریائے اردن کے دوسرے کنارے پر صاف نظر آ رہا تھا۔

چار دن پہلے میں کرامہ کا دورہ کر چکا تھا۔ میں پہلا مغربی صحافی تھا جسے ان عربی طوفان کے نمائندوں سے انٹرویو لینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ عربی طوفان جو روز بروز شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔ اور اسرائیل کے خلاف گوریلا جنگ میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ عرب کے مقبوضہ علاقوں میں اس کی سرگرمیاں، جرأت اور بہادری کی لافانی مثالیں پیش کرتی ہیں یہ اسرائیل کے لیے ایک مسلسل عذاب کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

اردنی سپاہیوں کے ایک گائیڈ دستے کے ساتھ میں نے مجاہدوں کی تربیت گاہوں اور ان کے حوصلوں کا گہرا جائزہ لیا ان غازیوں میں ہر عمر کے لوگ ہیں لیکن نوجوانوں کی تعداد زیادہ ہے جو جوش اور ولولے سے بھرپور ہیں۔ ان کے سینوں میں آتش فشاں دہک رہا ہے وہ بھوکے شیروں کی طرح بپھرے ہوئے ہیں ان میں سے بہت اس نعرے میں سرشار ہیں کہ "ہم ضرور ماریں گے، ماریں گے، ماریں گے اس وقت تک ماریں گے جب تک اسرائیل کا وجود صفحہ ہستی سے نہیں مٹ جاتا۔"

میں نے محسوس کیا کہ العاصفہ کی سرگرمیاں بڑی حد تک درست ہیں کیونکہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل اپنے ہنگامی اجلاس کے باوجود بھی کوئی موثر قدم نہیں اٹھا سکی۔ العاصفہ عرب عوام کے لیے تو نئے صلاح الدین ایوبی ہیں۔ جو اسرائیل کو نیست و نابود کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ عربوں کی ساری ہمدردیاں العاصفہ کے غازیوں کے ساتھ ہیں۔ اور پوری عرب قوم ان کی پشت پناہ ہے۔

تقریباً دس سال قبل صدر ناصر کی انقلابی تحریک کے "فدائی" بھی کافی دنوں تک اسی طرح کی سرگرمیوں میں مصروف رہے تھے اور ان کی وہ سرگرمیاں اس وقت رکی تھیں جب ۱۹۵۶ء میں اسرائیل نے سینائی پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد سے اسرائیل نے عربوں پر مظالم کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رکھا تو پھر جنوری ۱۹۶۵ء میں پراسرار دہشت پسند تنظیم "الفتح" نمودار ہوئی اور اس کا جنگ جو بازو العاصفہ ہے اس نے اسرائیل پر ایک بڑا حملہ کیا اور پھر تو حملوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ تین سال کے دوران میں انہوں نے ۱۲۲ حملے کیے جن میں کئی اسرائیلی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے جون کی جنگ کے بعد نو ماہ کے عرصہ کے دوران انہوں نے کئی حملے کیے اور بے شمار اسرائیلیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اب تو وہ اور زیادہ خونخوار ہو گئے ہیں۔ اپنے شامی مورچوں سے نکل کر وہ تیزی سے اردن پار کرتے ہوئے اسرائیل پر حملہ آور ہوتے ہیں ان کے راستے میں جس قدر رکاوٹیں آتی ہیں وہ اسی قدر سخت ہوتے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مورچے وادی عربہ میں دریائے اردن کے کنارے بہت مضبوط کر لیے ہیں۔ فروری ۱۹۶۸ء کے دوسرے ہفتہ کے دوران جب اسرائیلی توپ خانہ اور لڑاکا طیارے حملہ آور ہوئے اور انہوں نے تقریباً ڈیڑھ سو اردنی باشندوں کو زخمی کر دیا تو ان کے غیظ و غضب کا بادل اور بھی گہرا ہو گیا۔

ایک اردنی آفیسر نے مجھے بتایا کہ یہ مجاہدین ہی تو عرب اسرائیل جنگ کے ہراول دستے ہیں، ہم انہیں ہر ممکن مدد دیتے ہیں اور دریا کے اس پار انہیں حفاظتی فائر دینے میں ہم کبھی نہیں چوکتے۔

میں نے دیکھا کہ مسلح مجاہدین کرامہ کے ہر حصہ میں پھیلے ہوئے تھے انہوں نے اپنے مورچے اور تربیتی کیمپ سرحد سے ہٹا کر کرامہ اور وادی عربہ کے دوسرے علاقوں میں منتقل کر دیے تھے کیونکہ یہاں سے اسرائیلی سرحد پر حملہ آور ہونا یقیناً آسان ہے انہوں نے مجھے تربیت گاہ، اسلحہ کا ذخیرہ اور ایک بہت بڑا باورچی خانہ دکھایا، جہاں فوجی وردیاں پہنے ہوئے جوان اپنے ساتھیوں کے لیے کھانا پکانے میں مصروف تھے۔ ایک زراعتی فارم کی کچی چار دیواری کی آڑ میں تیس جوان بیٹھے اپنے ہتھیار صاف کر رہے تھے ان میں صرف جوان ہی نہیں تھے بلکہ بچے بھی شامل تھے۔ ہائی سکول کا ایک ۱۷ سالہ طالب علم جو یروشلم کے نزدیک کے علاقے نیلس کا رہنے والا تھا مجھ سے کہنے لگا کہ جب گرمی آئے گی تو میرے بہت سے ہم جماعت ہم میں شامل ہو جائیں گے۔ میں اس سے پہلے آ گیا ہوں کہ انتظار نہیں کر سکا۔ میرے بڑے بھائی پہلے ہی کئی معرکوں میں حصہ لے چکے ہیں اگلے ماہ میں بھی ان کے دوش بدوش لڑوں گا۔

بہت سے مجاہدین نے ان معرکوں کے واقعات سنائے جن میں شریک ہو چکے تھے۔ ایک سیکشن لیڈر عبداللہ نے مجھے بتایا کہ ہر لمحہ ہمارا تجربہ بڑھتا ہے۔ اب جب ایک سیکشن دریا عبور کرتا ہے تو دوسرا سیکشن اسے حفاظتی فائر دینے کے لیے تیار رہتا ہے اور تیسرا دستہ تقریباً ایک میل دور اسرائیلیوں پر دھاوا بول دیتا ہے واپسی کے وقت بھی ہم دشمن کو زک دینے سے نہیں چوکتے اور تعاقب کرنے والے اسرائیلی فوجیوں کے لیے بارودی سرنگیں چھوڑ آتے ہیں ہم جو منصوبہ بناتے ہیں وہ مکمل ہوتا ہے اس لیے ہمیں ناکامی کا منہ شاذ و نادر ہی دیکھنا پڑتا ہے۔

اس نے مزید بتایا کہ جب ہم نے "الاز" بجلی گھر اور تیل کے ذخیروں پر حملہ کیا تھا تو میں نے دو ہفتے اپنے آدمیوں کے ساتھ پہاڑوں میں گزارے تھے رات کو ہم باہر نکلتے اور اسرائیلی محافظ دستے اور گشتی دستے کی ایک ایک حرکت کا بغور مطالعہ کرتے تھے بحیرہ مردار کے کنارے پر واقع اسرائیل

خدا کا شکر ہے کہ ایک مجاہد کے شہید ہوتے ہی دس نئے مجاہدوں کا اضافہ ہوجاتا ہے

کے پوٹاش کے کارخانے پر حملہ کرتے وقت ہم نے آٹھ آٹھ سو آدمیوں کے پانچ دستے استعمال کیے تھے کچھ معرکوں میں تو ہم نے صرف دو تین آدمی استعمال کیے تو کچھ میں چالیس یا پچاس آدمی بھی شامل ہوئے۔ رات ہماری دوست ہے اور چاند ہمارا دشمن ہے لیکن چاندنی راتوں میں بھی ہم نے حملے کیے اور بہت سی گشتیں کیں۔ ہم دن کی روشنی میں بھی گشت کرتے ہیں حالانکہ یہ بہت خطرناک ہے۔ ایک روز اسرائیلیوں نے میرے دستے کو نشانہ بنا کر ختم ہی کر دیا ہوتا اگر ہمارے محسن اردنی فوجوں نے فائرنگ کر کے ہمیں بچ نکلنے کا موقع فراہم نہ کیا ہوتا۔

ایک سینئر کمانڈر جو ایک فلسطینی وکیل ہے اس نے کہا کہ ہمارا

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

غیر ملکی مشنری ادارے جاسوسی کے اڈے

ماہر فوجی افسر مسیحیت کی تبلیغ پر مامور کیے گئے ہیں

پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر یہاں چند غیر ملکی مشنری تنظیمی ادارے تھے مگر گذشتہ کئی سالوں سے ان کی تعداد کئی گنا بڑھ گئی۔ ان غیر ملکی مشنری اداروں میں آج پاکستان میں جو افسران کام کر رہے ہیں۔ اگر ان کا سابقہ پیشہ اور دیگر ضروری کوائف مکمل طور پر حاصل کئے جائیں تو واضح ہو جائے گا کہ پاکستان آنے سے پہلے ان حضرات میں نوے فیصدی افراد زندگی کے کسی حصہ میں مسیحی مذہب کے مبلغ نہیں رہے بلکہ یہ اپنے ملک میں فوج پولیس اور دیگر خفیہ اداروں کے ملازم رہے ہیں۔ آج جبکہ مغربی ممالک خود مذہب مسیحیت سے بہت دور ہوتے جا رہے ہیں پھر یہ لوگ آخر اپنے گھر میں مذہب کی تبلیغ کرنے کی بجائے کیوں اپنا گھر بار چھوڑ کر ہزاروں میل دور گرم علاقوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ بعض دوسرے مقاصد کی خاطر یہ کام کر رہے ہیں۔ اگر پاکستان میں غیر ملکی مشنریوں کے طریق کار اور ان کے مختلف اداروں کا جائزہ لیا جائے تو بھی صاف ظاہر ہے کہ اس ملک میں ہر وہ مقام جس کی فوجی نقطہ نظر سے خاص اہمیت ہے اسی مقام پر ان مشنریوں نے اپنے ہیڈ کوارٹر بنا رکھے ہیں۔ کیونکہ حکومت پاکستان نے غیر ملکی مشنریوں کو بین الاقوامی قانون کے تحت تبلیغ کی خاص سہولتیں اور مراعات دے رکھی ہیں۔

پاکستان میں غیر ملکی مشنریوں کا اپنا ایک علیحدہ ڈاک کا نظام ہے اس کے ساتھ انہوں نے غیر ممالک سے رابطہ برقرار رکھنے کے لیے اپنے علیحدہ وائرلیس سٹیشن قائم کر رکھے ہیں اور وائرلیس سٹیشنوں کو قائم کرنے میں برطانیہ اور امریکہ کی پوری پوری پشت پناہی حاصل ہے جو ڈپلومیٹک مراعات کے صریحاً خلاف ہے ان وائرلیس سٹیشنوں سے پاکستان میں موجود تمام مشنری اداروں کو باقاعدگی سے ہدایات ملتی ہیں اور اس ملک کی تمام اہم خبریں انہی وائرلیس سٹیشنوں سے باہر بھیجی جاتی ہیں اس قسم کا ایک وائرلیس سٹیشن ۹۹-A ماڈل ٹاؤن لاہور میں ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ کے دوران دریافت ہوا جو محب الوطن پاکستانیوں کی بروقت مداخلت سے بند کر دیا گیا اور ایک وائرلیس سسٹم ۳۲ مزنگ روڈ پر قائم تھا وہ بھی جنگ کے دوران بند کر دیا گیا۔ کیونکہ اس سٹیشن کا سربراہ امریکن مشنری مسٹر آئرن راک فوری طور پر پاکستان چھوڑنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ بعد ازاں اس مشنری کا یہ ہیڈ کوارٹر سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ عرصہ دو سال تک بند رہا کیونکہ پاکستان میں قائم کردہ غیر ملکی مشنری ادارے ایک بین الاقوامی تنظیم سے منسلک ہیں اور ان کے ہیڈ کوارٹروں نے دنیا کو کئی حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے جس حصے میں پاکستان آتا ہے اس میں ایران، افغانستان پاکستان بھارت، نیپال، سیلون، برما، تھائی لینڈ، لاؤس کمبوڈیا، ملائیشیا اور انڈونیشیا شامل ہیں اور ان تمام ممالک میں مشنری ادارے بھی ایک ہی مرکز کے ماتحت ہیں۔ اس لیے ان علاقہ جات کی تمام خبریں ایک ہی مرکز پر جمع ہوتی ہیں اور ان ممالک کی آپس کی رنجش کو اپنے منصوبوں کی مدد سے ہوا دیتے رہتے ہیں اور یہ تمام لوگ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی اپنی پالیسی پر گامزن رہتے ہیں۔

غیر ملکی مشنریوں کے کردار سے پاک افغان تنازعات کا علم اس امر سے بخوبی ہوتا ہے کہ سلطنت برطانیہ کو پنجاب پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد اس کے ملحقہ سرحدی علاقوں میں اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھنے اور افغانستان کے اندرونی معاملات پر گہری نظر رکھنے کے لیے ایک منصوبہ کی ضرورت پیش آئی۔

ڈیرہ اسماعیل خاں میں "افغان بارڈر کروسیڈ" کے نام سے "مسیحیت" کی آڑ میں ایک منظم جاسوسی اور ریشہ دوانیاں کرنے والی تحریک شروع کر دی گئی۔ آجکل اس مشنری تنظیم کا نگران اعلیٰ ایک امریکی ماہر فوجی افسر ہے جو اپنی سابقہ زندگی میں کبھی بھی مذہبی رہنما نہیں رہا اسی علاقہ میں یہ تنظیم قائم کرنے کا مقصد صریحاً دو مملکتوں کے درمیان نفاق پیدا کرنا تھا۔

ظاہر ہے کہ کسی بھی ملک میں خفیہ سرگرمیوں کے لیے کافی سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ لالچ میں آکر انسان اکثر بڑے خطرات کو مول لے لیتا ہے۔ پاکستان میں غیر ملکی مشنریوں کے فنڈز حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں (۱) ایک تو کھلا طریقہ یہ ہے کہ جو ہمارے بینک کے ذریعے سرمایہ پاکستان میں آتا ہے (۲) خفیہ طریقہ پاکستان میں مقیم کچھ افراد کے پاس غیر ملکی بینکوں کی چیک بکیں موجود ہیں اور بوقت ضرورت ڈالروں میں رقم کا اندراج کرکے غیر ملکی کرنسی کا کاروبار کرنے والے مختلف افراد کو دے دیتے ہیں۔ اور بلیک مارکیٹ کے ریٹ کے مطابق اس شخص سے پاکستانی کرنسی حاصل کرتے ہیں۔ اور اس زرمبادلہ کا کاروبار کرنے والے سمگلر اپنے بین الاقوامی رابطہ کے ذریعے اس چیک کی رقم اس غیر ملکی بینک سے حاصل کرتے ہیں اور اس کے علاوہ امریکہ میں موجود مشنریوں اور دیگر خاص لوگوں کی طرف سے۔ پاکستان میں واقع غیر ملکی بینکوں کو ہدایات بھیج دیتے ہیں اور فلاں شخص کو اتنے ہزار ڈالر دے دیئے جائیں ایسی کئی ٹھوس مثالیں موجود ہیں۔ کہ کسی پاکستانی کو کتنے روپے دیئے گئے ہیں۔ کابل (افغانستان) میں غیر ملکی مشنریوں نے اپنی سرگرمیوں کا ایک اڈہ بنا رکھا ہے اور وہاں ان لوگوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ جو لوگ براہ راست پاکستان میں نہیں آسکتے اور وہ خاص طور پر یقیناً بھارتی ایجنٹ ہی ہیں پاکستان میں ان کا ایک ایسا موثر مواصلاتی نظام قائم ہے جو تمام خبریں بمعہ تصاویر کے غیر ممالک میں بھیجتا ہے اور لاہور

پاکستان میں قائم غیر ملکی مشنری

اداروں کا رابطہ بھارت سے بھی ہے

سے موٹر سائیکل کے ذریعے روزانہ راولپنڈی کی طرف ایک خاص غیر ملکی ہرکارے کے ذریعے اطلاعات بھیجی جاتی ہیں۔ لیکن آج کل ایک جیپ میں جس پر سفارتی نمبر پلیٹ ہوتی ہے کے ذریعے تمام اطلاعات بھیجی جاتی ہیں یہ غیر ملکی مشنریوں کا اپنا خفیہ نظام ہے۔

جاپان کے پہاڑوں میں موسم سرما کی تعطیلات میں نوجوانوں کے کیمپوں کی طرح پاکستان میں بھی امریکن مشنریوں نے یہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور ہر سال موسم گرما کی تعطیلات کے دوران "مری" پہاڑ کے دامن میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے کیمپ لگائے جاتے ہیں۔

یہ امر بھی بالکل واضح ہے کہ جب پاکستان کی خارجہ پالیسی میں مزید وسعت کے لیے پاکستان اور امریکہ میں دوستی کا سمجھوتہ طے پایا تو غیر ملکی مشنری تنظیموں میں مزید اضافہ ہو گیا اور امریکہ نے اپنے اثر و نفوذ کو بڑھانے کے لیے اپنے ماہر کارکنوں کو مشنریوں کے روپ میں پاکستان بھیجا تاکہ وہ آرام سے معاشرے کے ہر طبقہ میں رابطہ و راہ و رسم پیدا کر سکیں جس سے ان تنظیموں کی تعداد ۲۴ ہو گئی اور اسی وقت سے ہی امریکیوں نے اپنی دولت کے بل بوتے پر اپنے مقاصد پورے کرنے کے لیے پاکستان کے سرحدی علاقوں اور اہم مقامات پر اہم مشنری اداروں پر قبضہ کر لیا جو اسی وقت سے ہی امریکہ کے تحت کام کر رہے ہیں۔

مشنریوں کی سیونتھ ڈے تنظیم کا عالمی ہیڈ کوارٹر امریکہ میں ہے جس کی شاخیں ۱۳ ممالک میں موجود ہیں اور پاکستان میں مقیم شاخ کا اصل ہیڈ کوارٹر بھارت میں لکھنؤ کے مقام پر ہے۔ ہر ملک سے عطیات اور دیگر مختلف طریقوں سے جمع شدہ سرمایہ بھی اپنے ہیڈ کوارٹر میں جمع ہو کر پھر عالمی ہیڈ کوارٹر میں جاتا ہے پھر ہر ملک کو اپنے غیر ملکی مقاصد کے بجٹ کے مطابق ۱۳ سال کا بجٹ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً بھی ضرورت کے مطابق سرمایہ فراہم ہوتا رہتا ہے پاکستان میں مقیم اس تنظیم کا تعلق براہ راست لکھنؤ (بھارت) کے اپنے ہیڈ کوارٹر سے ہے۔ یہاں چھاؤنی کے قریب ان کی [illegible] کے ہیڈ کوارٹر میں ایک پبلشنگ ہاؤس بھی ہے اور یہ مطبوعات کی فروختگی کی آڑ میں معلومات حاصل کرتے ہیں یہ یہاں کے سرمایہ داروں اور دیگر اپنے حلقے کے لوگوں سے مالی امداد بطور چندہ جمع کرتے ہیں۔ چوہڑ کانہ میں ایک ہائی سکول ہے اور کراچی میں ایک ہسپتال ہے جہاں مالدار مریضوں سے کافی مالی امداد اور عطیات لیے جاتے ہیں اس کے علاوہ راولپنڈی، پشاور، گوجرانوالہ اور ڈھاکہ میں بھی یہ تنظیم قائم ہے۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

پاکستان کے سرحدی علاقوں میں

مشنریوں کی سرگرمیاں تیز ہو گئی ہیں

ایک علمی و تحقیقی مقالہ

اہل السنۃ والجماعت کی صداقت و حقانیت

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، خلیفہ مجاز حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ

حضرت امیر معاویہؓ اور امام حسنؓ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک صحابی تسلیم کرنے کے بعد کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اُن کی طرف ایسے افعال کو منسوب کرے جو شرف صحابیت کے خلاف ہوں۔ اور اگر واقعات سے حضرت معاویہؓ کی شخصیت کو کوئی پہچاننا چاہتا ہے تو اس کے لیے یہی کافی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت سے دستبردار ہو کر حضرت امیر معاویہؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت امام حسنؓ کے اس فیصلہ کی پیروی کی۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی مشہور کتاب جلاء العیون میں ہے کہ:

"قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسنؓ نے امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر سے فرمایا کہ جائزہ معاویہؓ کی جانب سے پہلی تاریخ کو تمہیں پہنچے گا۔ جب پہلی تاریخ ہوئی۔ جس طرح حضرت نے فرمایا تھا جائزہ پہنچا اور امام حسنؓ بہت قرضدار تھے جو کچھ حضرت کے لیے اس نے بھیجا تھا اس سے اپنا قرض ادا کیا اور باقی اہل بیت اور اپنے شیعوں میں تقسیم کر دیا۔ اور امام حسینؓ نے بھی اپنا قرض ادا کیا۔ اور جو کچھ باقی بچا۔ اس کے تین حصے کیے۔ ایک حصہ اپنے اہل بیت اور شیعوں کو دیا۔ اور دو حصے اپنے عیال کے لیے بھیجے اور عبداللہ بن جعفر نے اپنا قرض ادا کیا اور جو باقی بچا۔ وہ معاویہؓ کے ملازم کو انعام میں دیا۔ اور جب یہ خبر معاویہؓ کو پہنچی اس نے عبداللہ بن جعفر کے لیے بہت مال بھیجا۔"

(جلاء العیون اردو جلد اول ۲۵۹)

اب مودودی صاحب ہی فرمائیں کہ انہوں نے جو یہ لکھا ہے کہ:

"مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی"۔

(خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۷۴)

اگر یہ صحیح ہے تو پھر جنت کے جوانوں کے سردار حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے لیے امیر معاویہؓ کے بیت المال سے وظیفہ لینا اور کھانا کیونکر حلال تھا؟

حضرت معاویہؓ فقیہہ ہیں

بخاری شریف جلد دوم میں ہے قال ابن عباس انہ فقیہ۔ "حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ فقیہہ ہیں۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی فی فتح الباری میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

ھذا شہادۃ حبر الامۃ بفضلہ۔ یہ امت کے ایک بہت بڑے عالم کی شہادت ہے۔

حضرت امام حسنؓ کی صلح کی پیشگوئی

امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے جو صلح کی تھی اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی روشنی میں پہلے یہ فرمایا تھا کہ:

ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین (بخاری شریف)

(بے شک یہ میرا بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعے دو گروہوں میں صلح کرائے گا)

اور یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ صلح کی یہ بھی صورت ہو سکتی تھی کہ آئندہ کے لیے فریقین آپس میں جنگ نہ کریں۔ اور امیر معاویہؓ اور امام حسنؓ اپنے اپنے مقبوضہ علاقہ میں حکمران رہیں۔ لیکن اس کی بجائے اللہ تعالیٰ نے صلح کی اس صورت کی توفیق دی کہ حضرت امام حسنؓ نے اپنے مقبوضہ علاقے کو بھی حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دیا۔ اور اس طرح آپ تمام مملکت اسلامیہ کے بالاتفاق خلیفہ تسلیم کر لیے گئے۔ اس لیے اس سال کو عام الجماعت کہا جاتا ہے۔ صلح کی اس صورت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی سابقہ جنگ کی وجہ سے اگر کسی کو حضرت معاویہؓ سے بدظنی ہے تو وہ رفع ہو جائے۔ اور تمام مسلمان یہ سمجھ لیں کہ بحیثیت صحابی ہونے کے حضرت امیر معاویہؓ اسلام میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں ورنہ امام حسنؓ جو حضرت علی المرتضیٰؓ کے جانشین تھے حضرت معاویہؓ کی اس طرح اطاعت قبول نہ کرتے۔

رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ابن خلدون کی تحقیق

علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے:

"حضرت علیؓ کی بیعت کے بعد صحابہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ کی رائے تھی کہ ان کی بیعت منعقد ہو چکی تھی۔ کیونکہ جب اہل مدینہ (جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی قیام گاہ والے ہیں) نے آپ کی بیعت تسلیم کر لی تو اسے غیر موجود حضرات کو بھی تسلیم کرنی پڑے گی۔ آپ نے مسئلہ قصاص عثمانؓ کو موقوف رکھا جب تک صحابہ کرامؓ کا اجتماع ہو کر لوگوں میں اتحاد نہ ہو جائے اور ملک میں جو ابتری پھیل گئی ہے وہ بحال نہ ہو جائے۔ اس کے برعکس بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت علیؓ کی بیعت ناتمام اور غیر صحیح ہے کیونکہ ان کے ارباب حل و عقد مختلف شہروں میں بکھر جانے کی وجہ سے موجود نہ تھے۔ جس قدر موجود تھے وہ تھوڑے سے تھے۔ اور مسئلہ بیعت اس وقت صحیح ہوتا جب اس پر تمام ارباب حل و عقد کا اتفاق ہو جاتا۔ غیر ارباب حل و عقد کی موجودگی میں یا بعض کی موجودگی میں کسی کی بیعت سے دوسروں کو تسلیم کرنا واجب نہیں۔ نیز مسلمانوں کا کوئی امام نہیں مسلمانوں کو پہلے قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کرنا چاہیے۔

یہ رائے امیر معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، عائشہ صدیقہؓ، زبیرؓ، ابن زبیرؓ، طلحہؓ، محمد بن طلحہؓ، سعدؓ، سعیدؓ، نعمان بن بشیرؓ، معاویہ بن خدیجؓ اور ان اصحاب کی تھی جنہوں نے مدینہ میں موجود ہونے کے باوجود ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔

(مقدمہ تاریخ ابن خلدون حصہ دوم مترجم صفحہ ۴۳)

حضرت عبداللہ بن مبارک کا ارشاد

کسی نے حضرت عبداللہ بن مالک تابعی سے پوچھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ افضل ہیں یا حضرت معاویہؓ تو آپ نے فرمایا کہ:

"غبار دخل فی انف فرس معاویۃ حین غزا فی رکاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من عمر بن عبدالعزیز۔" جو غبار حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا ہے۔ جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں جہاد کیا وہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے افضل ہے۔

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

بقیہ: مستشرقین کی بے انصافی

اور جلدوں سے ۶ ماہ تک ان حماموں میں پانی گرم کیا جاتا رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان ساری روایات کا ماخذ عبداللطیف بغدادی ہے۔ جس کے متعلق یقینی بات ہے کہ اس نے اپنے سفر مصر کے دوران عامۃ الناس سے سنے ہوئے قصے کہانیوں پر بلا تحقیق اعتماد کر لیا ہے جیسا کہ اس دعوے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ارسطو سکندریہ میں درس دیتا رہا۔ حالانکہ ارسطو سکندریہ میں نہیں آیا۔

جہاں تک دوسری روایات کا ذکر ہے جس میں یحیٰی اسقف کی حضرت عمروؓ بن عاص سے دوستی کا ذکر ہے۔ تو واقعہ یہ ہے کہ عمروؓ بن عاص کی فتح مصر سے بہت پہلے یحیٰی اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ اس لیے اس واقعہ میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ یہ الزام اس بناء پر بھی غلط معلوم ہوتا ہے کہ عمروؓ بن عاص نے دخول اسکندریہ سے قبل اہل شہر کو گیارہ ماہ کی مہلت دی تھی اور اعلان کیا تھا کہ ان گیارہ ماہ کے اختتام سے پہلے وہ اسکندریہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ لوگ اپنا سامان وغیرہ اس مدت میں کسی جگہ منتقل کرنا چاہیں تو کر لیں۔ ان حالات میں عقل یہی کہتی ہے کہ اگر اسکندریہ میں کوئی دارالکتب موجود تھا۔ اور وہ لوگ اسے قیمتی خیال کرتے تھے تو اسے یقیناً عربوں کی دست برد سے بچانے کے لیے کسی محفوظ جگہ پر منتقل کر لیا جاتا۔

یہ الزام اس بناء پر بھی غلط ہے کہ اگر عمرو بن عاص نے ان کتب کو اس بناء پر جلایا تھا کہ یونانی افکار مسلمانوں کے عقائد میں سرایت کر جائیں گے۔ تو پھر انہوں نے یہ کتب ... ہم حماموں میں تقسیم کیوں کیں۔ اس طرح تو انہوں نے یہ کتب بےشمار غیر ذمہ دار لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیں۔ جہاں سارے لوگ آتے جاتے تھے اور ۶ ماہ تک پڑی رہی ہیں۔ کیا عمروؓ بن عاص جن کا تدبر اور دانائی مشہور عالم ہے ایسا کر سکتے تھے۔ اگر انہوں نے جلانا ہی تھا تو اپنی نگرانی میں کسی ایک جگہ اور ایک موقع پر جلا دیتے۔

ایک اور بات قابل غور ہے کہ فتح مصر اور عبداللطیف بغدادی کے درمیان صدیوں کا عرصہ ہے۔ لیکن عبداللطیف سے پہلے کسی یونانی، یہودی اور عیسائی مصنف نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ کئی عیسائی الساقفہ نے جن میں اوتیکوس قابل ذکر ہے تو فتح مصر پر خوشی ظاہر کی ہے۔ کتب جلائے جانے کا واقعہ اور کہیں نہیں ملتا۔ ورنہ متعصب عیسائی اور یہودی آسمان سر پہ اٹھا لیتے۔

اب سوال یہ ہے کہ پھر دارالکتب اسکندریہ کہاں گیا؟ ۴۸ ق۔م میں قیصر جولیس نے مصر پہ حملہ کیا۔ اسکندریہ ساحل سمندر پر واقعہ ہے۔ یہ شہر بحری حملے کی اولین زد میں آیا۔ قیصر نے سکندریہ کے جہاز سازی کے کارخانے کو آگ لگا دی۔ ارد گرد کی عمارات بھی اس آگ کی لپیٹ میں آگئیں۔ دارالکتب بھی اسی کارخانے کے جوار میں واقع تھا یہ بھی جل گیا۔ صرف چند ایک کتب بچائی جا سکیں جنہیں بعد میں سراپیس کے معبد میں رکھوا دیا گیا۔ لیکن ان کتب کی قسمت میں ہی جلنا لکھا تھا اور امبراطور تھیوڈسیوسی نے حکم دیا کہ تمام معابد جلا دیے جائیں۔ اس طرح یہ کتب بھی جل گئیں۔

ان واضح تاریخی حقائق کے باوجود مستشرقین باز نہیں آتے۔ اسلام اور مسلمانوں کو خواہ مخواہ بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ بہت سے دیانت دار یورپی مصنفین نے تحقیقات کر کے یہ ثابت بھی کر دیا کہ مسلمانوں پر یہ الزام قطعاً درست نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ول ڈیورنٹ لکھتا ہے کہ بڑے مؤرخین اس قصہ کو فضول خیال کرتے ہیں اور اسے خرافات میں شمار کرتے ہیں۔

لوکلیر نامی مؤرخ لکھتے ہیں کہ مکتبہ اسکندریہ مسلمانوں کی فتح مصر کے وقت موجود نہیں تھا جو چیز موجود ہی نہ ہو اسے جلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور فلپ حتی تاریخ عرب میں لکھتے ہیں کہ "دارالکتب کے جلائے جانے کا یہ قصہ علمی بحث و نظر میں پورا نہیں اترتا یہ قطعاً غلط ہے۔

مسلمانوں پر کتب کی آتش زدگی کا جھوٹا الزام لگانے والے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر کیوں نہیں سوچتے۔ ان لوگوں نے عیسائیت کے خلاف کتب لکھنا پڑھنا تو ایک طرف سوچ اور فکر پر بھی پابندی لگا رکھی تھی۔ علم کے ان دعوے داروں نے مشہور سائنس دان گیلی لیو کے ساتھ جو سلوک کیا دنیا اسے فراموش نہیں کر سکتی۔ صلیبی جنگوں میں کاؤنٹ برتران کے حکم سے طرابلس کا عظیم الشان کتب خانہ نذر آتش کر دیا گیا۔ اور غرناطہ کے کتب خانوں کے ساتھ کارڈینل خیمینس کے حکم سے جو سلوک ہوا۔ اس کے شعلے آج بھی تاریخ کے صفحات پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ کوئی یورپی مؤرخ ان جیسے لاتعداد واقعات سے انکار نہیں کر سکتا۔ ان واقعات کو قدیم زمانے اور دور وسطیٰ کے متعصب عیسائیوں کا پاگل پن کہہ کر جان نہیں چھڑائی جا سکتی۔ بلکہ دور جدید میں بھی ان عیسائیوں کا علم و ادب سے سلوک تبدیل نہیں ہوا بلکہ فلپائن کے صدر مارکوس نے فلپائن میں مسلمانوں کا جو قتل عام شروع کر رکھا ہے اس دوران وہاں مسلمانوں کے ادارے تباہ و برباد کیے جا رہے ہیں۔ جامعہ اسلامیہ فلپائنیہ کو جلا دیا گیا۔ اس کے تمام شعبے نذر آتش کر دیے گئے اور خاص طور پر اس کے دارالکتب کو جو بے شمار نایاب قیمتی کتب پر مشتمل تھا جلا کر سیاہ کر دیا گیا۔

بقیہ: العاصفہ

جذبہ شجاعت اور بڑھ گیا ہے۔ اب ہمیں اسرائیل نہیں روک سکتا ہمارے پاس اس وقت جوان ہیں، پیسہ ہے اور اسلحہ ہے چالیس ہزار فلسطینی جو کویت میں برسر روزگار ہیں اپنی ماہانہ آمدنی کا پانچ فیصد حصہ ہر ماہ ہمیں بھیجتے ہیں۔ اس کے علاوہ کویت کے شیخ بھی حتی المقدور ہماری امداد کرتے ہیں۔

ہم اپنی سرگرمیوں کے دوران اپنے بہت سے جوان گنوا چکے ہیں لیکن اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا خدا کا شکر ہے کہ ایک مجاہد کے شہید ہوتے ہی دس نئے مجاہدوں کا اضافہ ہو جاتا ہے اسرائیل ہفتوں تک کرامہ کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتا رہا اور کبھی کبھار اس نے مجاہدین کو وارننگ بھی دی لیکن جب مجاہدین نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں اور اسرائیل کی ایک بس کو بارودی سرنگ سے اڑا دیا تو اسرائیل نے کرامہ پر ایک کاری ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔ ٹمپٹیشن ماؤنٹ پر ایک پرانی خانقاہ میں واقع اسرائیلی فوجی ہیڈ کوارٹر سے میں نے دیکھا کہ اسرائیلی بکتر بند دستے دھول اڑاتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور ان اردنی ٹینکوں پر گولے برسانے لگے جو کرامہ کے مجاہدین کی امداد کے لیے میدان میں آگئے تھے۔ اسرائیلی جیٹ آسمان پر چھا گئے دریائے اردن کے کنارے والے اردنی ٹینکوں کے علاوہ "جواب" پہاڑیوں میں محفوظ فوجی دستے بھی ان کا نشانہ بن رہے تھے۔ کچھ دیر بعد میں نے الابنی برج کا معائنہ کیا جس کے اس پار اسرائیلی حملہ آور ہوتے تھے اب کرامہ سے حملہ آور واپس آرہے تھے ان کے ساتھ ایک سو اسی قیدی تھے اردنی گر دیے پل کے نزدیک دور تک بکھرے پڑے تھے۔ ایک اسرائیلی فوجی افسر نے ان قیدیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ ہم انہیں گرفتار تو کر لاتے ہیں لیکن جس طرح ہم نے انہیں گرفتار کیا ہے وہ ہمارا ہی جی جانتا ہے۔

اس وقت دریائے اردن میں باڑھ آئی ہوئی تھی اردن کا ساحلی علاقہ تقریباً پینتیس فٹ گہرے پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تاہم فضا بارود کی بدبو سے متعفن تھی ایک اسرائیلی سینچورین ٹینک ایک اردنی ٹینک کو کھینچ کر لا رہا تھا ایک فوجی کپتان نے بتایا کہ آج ہم نے کافی نقصان پہنچایا ہے اس معرکے میں بہت سے عرب بہادری سے لڑتے ہوئے کرام میں گرفتار ہوئے تھے لیکن پھر بھی اسرائیلی خوفزدہ تھے یہاں سے میں بحر مردار پر واقع اسرائیلی تفتیشی مرکز پہنچا جو کبھی اردنی پولیس چوکی تھی۔ یہاں تین اردنی جوان ایک دیوار کی جانب منہ کیے کھڑے تھے اور بہت سے عرب قیدی امید و بیم کی کیفیات میں ہاتھ اٹھائے کوٹھڑیوں کی جانب بڑھ رہے تھے۔ تفتیشی کمرے سے میں نے قیدیوں کے سسکنے اور چیخنے چلانے کی ہولناک آوازیں سنیں کہ میں نے خیال کیا کہ سخت اذیت ناک سزائیں ہی قیدیوں کا مقدر ہوتی ہیں۔

ایک دن کا یہ خونخوار معرکہ اسرائیلیوں کے لیے زیادہ فائدہ مند ثابت نہیں ہوا کیونکہ تقریباً ایک ہزار مجاہدین اب بھی وادی اردن میں موجود ہیں جو مزید اسلحہ جمع کر رہے ہیں اور فتح کی امید میں سرشار ہیں ان کے علاوہ بھی تقریباً ایک ہزار نوجوان ٹریننگ لے رہے ہیں۔ اور اب بھی ہر روز کہیں نہ کہیں حملہ ضرور کرتے ہیں۔ +

قرآن کریم اور وحیٔ الٰہی کا منصب

ان حقائق کو بیان کرتا ہے
جہاں
عقل کی رسائی نہیں ہوتی

مولانا محمد یوسف بنوری

عربی لغات میں تسخیر کے معنی ہیں کسی چیز کو اپنے ارادہ کے تابع کر لینا یا کام میں لگا لینا اور اس طرح مجبور کرنا کہ وہ خلاف نہ کر سکے۔ چاند، سورج، رات، دن اور کائنات کے تمام سیاروں اور تاروں کی تسخیر کی حقیقت یہ ہے کہ ان سب کو حق تعالیٰ نے ایک نظام میں منسلک کر دیا ہے۔ کیا مجال ہے جس کے تحت یہ چل رہے ہیں اور اپنا اپنا کام انجام دے رہے ہیں اور یہ تسخیر محض حق تعالیٰ کے ارادہ و اختیار اور تصرف و اقتدار کا کرشمہ ہے۔ انسانی دسترس سے بالاتر ہے۔ یہ تسخیر شدہ کائناتی اشیاء اشیاء کونیہ ہیں اور ان کو مسخر کرنے والی صرف حق تعالیٰ کی ذات جل ذکرہٗ ہے اور جس کے لیے ان کو تسخیر کیا گیا وہ حضرت انسان ہے۔ ظاہر ہے کہ اس حقیقت کی رو سے انسانی ارادہ و اختیار اور تصرف و اقتدار کو اس نظامِ کائنات میں ذرہ برابر بھی دخل نہیں۔ وہ نہ اس نظام کو روک سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ انسان کی پرواز زیادہ سے زیادہ یہاں تک ہے کہ اس کو ان کے فوائد و منافع کا علم ہو جائے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ باقی فائدے اٹھانے کی صلاحیت و اہلیت ہر زمانہ میں اور ہر دور میں عقل و فہم اور آلات و وسائل کی توانائی پر موقوف ہے۔ فطرت کا تقاضا بھی یہی ہے دیکھئے ایک بچہ بہت کم بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ ایک نوجوان بہت زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ جس طرح یہ مادی اور جسمانی کیفیات جو حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ ٹھیک اسی طرح عقل و ادراک کی قوتیں بھی حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ حق تعالیٰ کی کائنات سے سابقہ حکماء کی عقلیں محدود وسائل ہونے کی وجہ سے محدود فائدے حاصل کرتی رہیں۔ آج کے سائنس دانوں کی عقول نے دقیق سائنسی آلات کے ذریعہ ایسے بے شمار فوائد و منافع حاصل کر لیے ہیں جن کا تصور بھی حکماء سابقین کر نہ سکتے تھے۔ لباس، خوراک، پوشاک، زراعت، تجارت، صنعت و حرفت تو یہ نو ایجادات و اختراعات وغیرہ۔ یہ تمام اشیاء جس حد تک یہ آج پہنچ گئی ہیں۔ اس کے عشر عشیر کا ذکر بھی ماضی بعید میں تو گویا ماضی قریب میں بھی افسانہ ہوتا تھا۔ اس دریافت کا نام تسخیر رکھنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ تو عقلی ترقی ہے یا تمدن کی ترقیات ہیں۔ یہ تمام مادی اشیاء تو حق تعالیٰ نے انسان کے انتفاع کے لیے تسخیر و تخلیق فرمائی ہیں۔ وہی ان کا خالق، وہی ان کا تسخیر کنندہ ہے۔ رہے حضرت انسان تو ہر دور اور ہر زمانہ میں انسانی عقول اپنے اپنے محدود دائرے میں ان سے انتفاع کرتی رہی ہیں اور فائدے اٹھاتی رہی ہیں۔ انسان نے اپنی فکری اور تجرباتی کاوش سے یہ تو کر لیا کہ اپنے جسم سے خون نکال کر اسے محفوظ کر لیا۔ اور بوقت ضرورت دوسرے آدمی کے جسم میں چڑھا دیا۔ اور ان بیچارے اس کی جان بچ گئی لیکن آج تک انسان سے یہ نہ ہو سکا اور نہ ہو سکے گا کہ کسی لیبارٹری میں پھلوں اور غذاؤں سے خون تیار کر سکیں۔ قدرت الٰہی کے کرشموں کا دائرہ اور ہے اور انسانی قدرت تصرفات کا دائرہ اور ہے یہ تو ہوا کہ انسان چاند پر پہنچ گیا اور ہو سکتا ہے کہ کل مریخ یا کسی اور کرے کی زیارت بھی کر لے۔ لیکن چاند سورج کے نظام سے رات اور دن کا جو نظم قائم ہے۔ اس میں تصرف یا کسی قدر یہ تبدیلی کر سکے ناممکن ہے۔ مثلاً جہاں رات ۱۲ گھنٹے کی ہے اسے ۱۳ گھنٹے کی کر دیں اور رات کا وقت کچھ کم کر دیں۔

تسخیر کائنات کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے جو کائنات کا نظام مقرر فرمایا ہے اس میں انسان تصرف کر سکتا یا وہ نظام انسان کے اختیار و اقتدار

آج عقلی ترقی کے مراحل
کچھ عرصہ پہلے کے تصورات
سے بھی بڑھ گئے ہیں

میں آجائے اور حسب منشا جب چاہے چھوٹا بڑا کر سکے۔ زیادہ سے زیادہ بات اتنی ہے کہ جو ماضی میں اس کائنات سے فائدہ نہ اٹھا سکے آج عقلی ترقی کے مراحل اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ ان کے ذریعہ اتنے عظیم فوائد حاصل کیے جا رہے ہیں جن کا تصور بھی کچھ عرصہ پہلے نہ کر سکتے تھے۔

ان قرآنی تعبیرات پر ذرا بھی کوئی غور کرے تو بات صاف اور واضح ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وسخر لکم الشمس والقمر۔ تمہارے لیے یا تمہارے فائدے کے لیے یا تمہارے کاموں کے لیے چاند اور سورج کی تسخیر فرما دی۔ یہ نہیں فرمایا۔ وسخرتم الشمس والقمر۔ کہ تم نے چاند اور سورج کو مسخر کر دیا۔

دراصل تسخیر کرنے والی حق تعالیٰ کی ذات قدسی صفات ہے۔ یہ موجودہ کائنات جس مقصد کے لیے تسخیر کی گئی ہے۔ موجودہ انسانی معلومات کا، قرآنی تعبیرات و کلمات کا واضح مفہوم بھی یہی ہے۔ بلاشبہ عقل کی یہ ترقی اور کائناتی فضا میں رسائی فوق العادۃ ہے کہ ایک مشینی ایجاد یعنی خلائی جہاز اور برقی گاڑی کو لاکھوں میل فضا پر پہنچا دینا اور پھر لاکھوں میل کے فاصلے سے زمین کے ساتھ اس کا ربط قائم رکھنا اور زمین پر سائنس دانوں کا اس پر کنٹرول کرنا، ہر خرابی کی اصلاح کرنا اور ہر سیکنڈ پر اس کی کیفیت سے باخبر رہنا اور زمین پر اس کی مختلف کیفیات کی تصویروں کا پہنچتے رہنا وغیرہ وغیرہ نہایت ہی حیرت افزا انسانی ترقی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کارفرمائی اس عقل انسانی کی ہے جو حق تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور قدرت الٰہی کی حیرت انگیز تخلیق ہے کہ اس نے انسانی عقل میں کتنی بڑی اور حیرت انگیز ترقی کی صلاحیت و اہلیت ودیعت فرمائی ہے۔ اسی سلسلہ میں ماہنامہ "بینات" کے ۶۵ء کے ایک شمارے میں راقم الحروف نے لکھا تھا:

"خبر آئی ہے اور دنیا میں اس خبر کا چرچا ہے کہ روس کا راکٹ کرہ قمر پر پہنچ گیا، ٹیلیویژن سے تصویریں لے لی گئی ہیں اور اب یہ کوشش جاری ہے کہ آئندہ ان خود کار راکٹوں کے ذریعہ انسان کو بھی چاند تک پہنچایا جائے"۔

بلاشبہ یہ حیرت انگیز کارنامہ ہے اور سائنس کی قابل فخر ترقی ہے لیکن کرہ ارض کے سب سے زیادہ قریب کرہ تک جہاز بھیجنا رب العالمین کی اس حیرت انگیز اور وسعتِ کائنات کی نسبت سے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ باقی سیاروں کے کرات تک انسان کب تک پہنچ جائے گا اور ان سے بھی دور ستاروں پر کب تک؟ جن کی روشنی بھی (فی سیکنڈ روشنی کی رفتار سے ایک لاکھ ۸۶ ہزار میل فی سیکنڈ ہے) ہزاروں سال بلکہ بعض ستاروں کی لاکھوں برس تک پہنچتی۔ سبحان اللہ العظیم کیا ٹھکانا ہے۔

جدید طبیعات کی تحقیقات میں بطلیموس کے قدیم نظامات فلکیات مشاہدہ سے غلط ثابت ہو چکے ہیں ان نظاموں کی بنیاد اس نظریہ پر تھی کہ سبع سیارات سات آسمانوں میں جڑے ہوئے ہیں۔ اسی نظریہ پر ان کی خاص خاص تفصیلات مرتب کی گئی ہیں۔

قرآن کریم نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ اس عالم سے قریب آسمان کی زینت ان ستاروں سے کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستارے آسمان کے نیچے ہیں۔ عوام یا خواص نے غلطی سے یہ سمجھ لیا تھا کہ شاید اسلام بھی وہی کچھ کہتا ہے جو ہیئت افلاک کے قدیم نظریات میں بیان کیا گیا ہے۔ جب یہ قدیم نظریات غلط ثابت ہوئے تو لوگوں کے اعتقاد ڈگمگانے لگے جیسے طبیعات

کی ان جدید تحقیقات نے اسلام کے پیش کردہ حقائق کو غلط ثابت کر دیا ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان نظامات سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ الحمد للہ! اسلام اپنی جگہ قائم ہے۔ قدیم نظریہ ہیئت غلط ثابت ہو یا جدید۔ تحقیقات کائنات کے متعلق اسلام نے قرآن حکیم میں جتنی جگہ بھی تفصیل بیان کی ہے وہ اپنی جگہ اٹل ہے۔ سائنس کا یہ دعوے قابل قبول نہیں ہے کہ آسمان کا وجود نہیں ہے۔ اس دعوی پر اس کے سوائے کوئی دلیل نہیں کہ ان فلکی کرّات کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان علوم کی پرواز ابھی اتنی بلند نہیں ہوئی کہ آسمانوں تک رسائی ہو جائے۔ ماہرین سائنس کی عقل و تحقیق اور ان کے علوم ان کرّات ہی کے گرد گھوم رہے ہیں۔ ان جدید تحقیقات سے اگر کوئی حقیقت بے نقاب ہوئی ہے تو وہ صرف اس قدر ہے کہ ہیئت افلاک اور سیارات کا پرانا نقشہ غلط تھا اور جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کا اسلام اور قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

قرآن کریم اور وحی الٰہی کا منصب ان حقائق کو بیان کرنا ہے جہاں عقل کی رسائی نہیں ہوتی عقل کی سرحد جہاں ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں سے نبوت اور وحی کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ قرآن کریم اگر ان حقائق کائنات کی طرف کبھی اشارہ کرتا ہے تو اس کا مقصد محض تذکیر و موعظت ہے یا صرف ان عقدوں کی گرہ کشائی ہے۔ جہاں عقل انسانی ٹھوکر لگتی ہے اور اس کی بصیرت گرہ کھاتی ہے۔

اسی لیے وہ سلسلہ بیان میں ضرورت اور موقع کی نسبت سے ان اسرار و حقائق کے تذکرہ اور ان کی طرف اشارہ میں بھی کسی تکوینی حقیقت کی پوری تفصیل پیش کرنے کی بجائے ان کے صرف ان ہی پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے۔ جہاں سے تذکیر و موعظت اور انسان کی عبرت پذیری اور بصیرت اندوزی کا مقصد حاصل ہو ذات الٰہی کا عرفان اور اس کی صفات و کمال کی معرفت حاصل کرنے کے لیے عقل و فکر کی راہ ہموار ہو جائے۔

اسی لیے علم کائنات اور اس کے اسرار و انکشافات ہی کو جو درحقیقت ایمان و معرفت کا وسیلہ ہیں حیات انسانی کا مقصد وحید بنا لینا اور اصل مقصد کو نظر انداز کر کے وسیلہ ہی کو مقصدی حیثیت دے دینا نہ انسان کے لیے مفید ہے نہ صحت و عقل کے مطابق ہے اور نہ اسلام ہی اس کی اجازت دیتا ہے۔ انسان کی بقاء اور اس کی ضرورت کا نہ ان علوم و فنون پر انحصار ہے۔ اس لیے کہ وہ ان کے بغیر بھی زندہ رہ رہا ہے اور معاشرتی آسودگی حاصل کرتا رہا ہے اور نہ قرین عقل و دانش ہی ہے کہ اشرف و اکرم مخلوق جس کے لیے یہ کائنات مسخر کی گئی ہے جس میں قدرت کی کششی ہوئی تسخیر تصرف کائنات کی صلاحیتیں ظاہر ہو کہ اس کے اشرف خلائق ہونے کی شہادت دیتی رہی ہیں۔ اپنے سے فروتر اور مسخر مخلوق کے احوال و خواص کے علم ہی کو اپنا مقصد زندگی بنا لے۔ اس لیے اسلام نے اس کو یہ نصب العین دیا ہے کہ وہ کائنات مخلوق کو اپنے فکر و نظر کا مرکز و محور بنانے کی بجائے خالق کائنات سے ربط قرب کو مطلوب و مقصود بنائے اور تکوینیات کے ان علوم کو بھی انسانی زندگی کے اس اعلیٰ ترین نصب العین تک پہنچنے کا وسیلہ بنائے۔

بقیہ: کرنل قذافی کی تقریر

چنگل سے چھڑانا ہے۔ اگر مقصد غاصبوں کو سمندر میں ڈبونا ہوتا تو میں اس جنگ میں بھی شریک ہوتا میرے نزدیک تو ان تمام یورپی یہودیوں کو سرزمین فلسطین سے ان کو کان سے پکڑ کر واپس ان کے گھروں کو بھیج دینا چاہیے۔ جو ۱۹۴۸ء کے بعد یہاں نو آبادی قائم کرنے کے لیے آنکلے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ درست ہے کہ شام اور مصر اسرائیل کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ لیکن اس سے اصل مسئلہ حل نہ ہوگا آج تو نہیں کل، ایک سال میں نہیں تو دس سال بعد جنگ پھر ہوگی۔ وہ عرب حکومتیں جو اس بے وفائی کی حمایت کریں گی اُلٹا دی جائیں گی۔ تمام سیاسی اور فوجی شکستوں کے بعد انقلاب آنا ایک قدرتی عمل ہے اور تاریخ اس کی گواہ ہے۔

بقیہ: اخبار و افکار

یورپ کو ملانے والے ایک بہت بڑے پل کا افتتاح کیا۔ یہ پل ایک ہزار گز لمبا ہے اور اس کی تعمیر میں کنکریٹ اور فولاد استعمال کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ ڈھائی ہزار سال میں پہلی بار یورپ اور ایشیا میں براہ راست رابطہ قائم ہوا ہے۔ اس سے پہلے ۵۱۲ قبل مسیح میں ایران کے حکمران دارا نے یورپ اور ایشیا کو ملانے کے لیے کشتیوں کا پل بنایا تھا۔ یہ عظیم الشان پل جسے سال بھر میں یورپ اور ایشیا جانے کے لیے قریباً ۵ لاکھ موٹر گاڑیاں عبور کریں گی برطانیہ اور مغربی جرمنی کی کمپنیوں نے اٹلی کی ایک فرم کی امداد سے تعمیر کیا ہے۔ اس کی تعمیر ۲ر فروری ۱۹۷۰ء کو شروع ہوئی اور ایک ہزار تین سو پینتالیس دنوں میں پندرہ کروڑ ڈالر کی لاگت سے مکمل ہوا۔

بقیہ: ایک علمی و تحقیقی مقالہ

حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید سلطان کامل کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

"سلطان کامل حکمی خلیفہ راشد ہے۔ یعنی اگرچہ خلافت راشدہ تک نہیں پہنچا لیکن خلافت راشدہ کے عمدہ آثار۔ بعض ظواہر شریعت کی خدمت صدق و اخلاص سے اس سے صادر ہوں۔ پس اگر کسی وقت سلطان کامل تخت سلطنت پر متمکن ہو اور اس وقت امام حق کا بھی وجود ہو جو خلافت کی لیاقت رکھتا ہے تو مناسب یہ ہے۔ کہ امام حق منصب امامت پر قناعت کرے اور اپنی کوشش ہدایت و ارشاد کی طرف مبذول کرے اور سلطان کے ساتھ امور سیاست میں دست بگریباں نہ ہو، اور رعایا اور لشکر کو جنگ و جدال کے برپا کرنے میں بے سروساماں نہ کرے۔ اگرچہ خلافت راشدہ کا منصب اعلیٰ اس کے ہاتھ سے جا رہا ہے۔ لیکن عباد اللہ کی خیر خواہی کے مدنظر اس امر کو گوارا کرے اور راضی بقضا ہو رہے اور تمام مسلمانوں پر اس کو تصدق کر دے۔"

بقیہ: فاروقِ اعظمؓ

دریافت کیا کہ اب سفر میں یہ حکم کیوں باقی ہے، آپؐ نے فرمایا کہ "یہ خدا کا انعام ہے"۔

مسائل دریافت کرنے میں مطلقاً پس و پیش نہیں کرتے تھے اور جب تک تشفی نہ ہو جاتی ایک ہی مسئلہ کو بار بار رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے تھے۔ کلالہ کے مسئلے کو جو نہایت دقیق اور مختلف فیہ مسئلہ ہے بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آخر میں آپؐ نے فرمایا کہ سورۃ النساء کی آخری آیت تمہارے لیے کافی ہے۔

ضروری تصحیح

خدام الدین کے شمارہ ۲۶ر اکتوبر کے صفحہ ۱۳ پر "بے ثواب روزہ" کی سرخی کے تحت لکھا گیا ہے: "معلوم ہوا ہے کہ غیبت سے وضو، نماز، روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے"۔

مضمون نگار حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کلاچی نے توجہ دلائی ہے کہ مضمون میں روزہ سہواً شائع ہو گیا ہے۔ روزہ حقوق العباد میں نہیں دیا جائے گا وہ بفضلہ تعالیٰ محفوظ ہوگا۔ کیونکہ روزے کا اجر و ثواب خالصۃً اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ الصوم لی و انا اجزی بہ۔

(ادارہ)

پورے یورپ کو تیل کی فراہمی روک دی جائے گی

کوئی عرب ملک یورپی ملکوں کا مال نہیں خریدے گا!

روس نے عربوں کو محض دفاعی ہتھیار دے کر ان سے دھوکہ کیا ہے

—— کرنل قذافی کی معرکہ آراء تقریر ——

طرابلس ۳۰ اکتوبر (م-ن) لیبیا کے سربراہ کرنل قذافی نے اسرائیل کے ساتھ عربوں کی جنگ میں روس کے کردار پر سخت افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ روس نے اس جنگ میں عربوں کی ہتھیاروں کی فراہمی میں نیک نیتی کا ثبوت نہیں دیا۔ اور عربوں کو ان ہتھیاروں پر ٹرخا دیا جو فرسودہ اور پرانے ہو چکے تھے۔ اور جو ہتھیار دیے وہ مدافعت کے لیے تھے۔ حملہ کرنے کے لیے ہتھیار اس نے ایک بھی نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر یورپ کے ملکوں نے آنکھ نہ کھولی اور عربوں کے حقوق کے بارے میں حق و صداقت کا ساتھ نہ دیا تو یاد رکھیں ہم حضرت شمعون کی طرح اس ہیکل کو بیخ و بُن سے اکھاڑ دیں گے اور اپنے ساتھ ان سب کو لے ڈوبیں گے جو اس ہیکل میں مزے کر رہے ہیں۔

لیمونڈ کے نامہ نگار ابرک ادلیو کو ایک انٹرویو کے دوران کرنل قذافی نے مشرقِ وسطیٰ کی حالیہ جنگ کے بعض دلچسپ پہلوؤں کی نقاب کشائی کی۔ انہوں نے اپنے اس انتباہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم نے یورپ کو تیل سے مکمل طور پہ محروم کرنے کا انتظام کر رکھا ہے۔ ہم آپ کی صنعتوں کو بھی تباہ کر دیں گے۔ ہم آپ سے ایک پیسے کا سودا نہ خریدیں گے ہم ایسا کر سکتے ہیں کیونکہ لیبیا کی تین چوتھائی آبادی آج بھی خیموں میں رہتی ہے اور ان کی ضروریاتِ زندگی بھی محدود ہیں۔ اس لیے یورپ کو ہمارا مشورہ یہ ہے کہ آپ لوگ مشرقِ وسطیٰ میں روسی اور امریکی پالیسی کے آلۂ کار نہ بنیں۔ میں جانتا ہوں کہ امریکہ عرب ملکوں کے تیل کی سپلائی میں تخفیف کے فیصلے سے جلد متاثر نہیں ہو گا۔ لیکن ہمارا پختہ عزم ہے کہ ہم امریکہ پر بھی ضرب لگائیں گے اور اگر ضرورت پیش آئی تو یورپ کو تیل کی سپلائی بند کر کے بالواسطہ طریقے سے بھی امریکہ کو زک پہنچائیں گے۔

کرنل قذافی نے فرانس کی طرف سے متحارب عرب ممالک کو ہتھیاروں کی سپلائی پہ پابندی عائد کرنے کے فیصلے پہ کڑی نکتہ چینی کی اور کہا۔ کہ تم مصر اور شام کو وہ ہتھیار دینے سے انکار کرتے ہو جو تم نے جنرل دایان کو دیے ہیں۔ اسرائیل ہم سے برسرِ پیکار ہے اور وہ ہمارے خلاف میراج طیارے استعمال کر رہا ہے۔

افسوسناک بات تو یہ ہے جنگ شروع ہونے سے کچھ ہی عرصہ قبل فرانس نے اسرائیل کو پچاس میراج طیارے خفیہ طور پہ سپلائی کیے۔ اس کے باوجود تم لوگ اب بھی دعوے کرتے ہو کہ غیر جانبدار ہو۔ یہ فرانس کی انقلابی روایات کے سراسر خلاف ہے فرانس تو ہمیشہ مظلوم کے ساتھ رہتا تھا۔ انہوں نے فرانسیسی صحافی سے پوچھا تم آج قاتلوں کے ساتھی کیوں بن گئے ہو؟

روس پر نکتہ چینی

کرنل قذافی نے روس پر الزام لگایا کہ وہ بھی عربوں کا دوست ثابت نہیں ہوا۔ آج اسرائیل کی مسز گولڈا میر کو صدر نکسن جو ہتھیار بھیج رہے ہیں اس کا باعث بھی روسی ہی ہیں۔ اس کی تصریح کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر روسی پروپیگنڈا بازوں نے اپنی بیہودہ امداد کے بارے میں ڈینگیں نہ ماری ہوتیں تو امریکہ کبھی اسرائیل کو فوجی ساز و سامان نہ بھیجتا۔ یہودیوں کی طرح عرب بھی بدقسمتی سے بڑی طاقتوں کی رقابت کا شکار ہیں۔ لیکن اسرائیل اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ اسے صدر نکسن جدید اور اعلیٰ نوعیت کے ہتھیار فراہم کر رہے ہیں اور ہمارا مربی روس ہمیں فرسودہ اور پرانے ہتھیار دے رہا ہے۔

کرنل قذافی نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ اسرائیل کو فینٹم طیارے فراہم کر رہا ہے جو مگ ۲۱ سے ہر صورت میں عمدہ ہیں جو اس وقت عربوں کے پاس ہیں وہ ہمیں مگ طیارے کیوں سپلائی نہیں کرتا۔ روسی ہمیں اپنے مقصد براری کے لیے ہمیں استعمال کر رہے ہیں۔ وہ امریکنوں کے خلاف عربوں میں نفرت پھیلانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ہم بھی امریکنوں کے حامی نہیں لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ امریکنوں کی مخالفت میں روس کے ہم نوا بن جائیں۔

مجھ سے مشورہ نہیں کیا گیا

جنگ کے بارے میں ان سے جب سوال کیا گیا تو غصّے سے انہوں نے دانت پیستے ہوئے کہا یہ جنگ میری جنگ نہیں۔ سادات اور اسد نے جنگ کا منصوبہ خود تیار کیا اور خود ہی اس پر عمل کیا مجھ سے انہوں نے پوچھا تک نہیں۔ یہاں تک کہ جنگ شروع کرنے سے قبل مجھے اپنے فیصلے کی اطلاع تک دینے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اس کے باوجود تینوں ملک ایک وفاق کے ممبر ہیں جس کے دستور میں صاف درج ہے کہ امن یا جنگ کی صورت میں وفاق کے ممبر تینوں ملکوں کے صدروں کا متفقہ فیصلہ ضروری ہے۔ میں اس عسکری منصوبے سے بھی متفق نہیں جس کے تحت جنگ لڑی گئی۔ میں نے بھی جنگ کے بارے میں ان کے سامنے ایک منصوبہ رکھا تھا لیکن انہوں نے اسے ناپسند کیا۔ آج بھی میری رائے یہی ہے کہ جنگ اسی منصوبے کے تحت لڑی جانی چاہیے۔ اس کے باوجود ہم نے اپنے تیل اور خزانے کے دروازے ان کے لیے کھول دیے وہ جتنا چاہیں اور جس قدر چاہیں ہم سے لے سکتے ہیں حالانکہ اگر وہ طلب کرتے تو میں ہتھیار بھی دیتا اور فوج بھی۔ انہوں نے تو ہم سے بات تک نہ کی۔

عربوں کی فوجی قوت

عرب ملکوں کی فوجی قوت کا ذکر کرتے ہوئے کرنل قذافی نے کہا کہ مصر کے پاس ہزاروں ٹینک اور سینکڑوں طیارے ہیں۔ ایسی حالت میں انتہائی مضحکہ خیز بات ہے کہ سینا اور جولان کے علاقوں کو خالی کرانے کے لیے تمام عرب ملکوں کی فوجوں کو مجتمع کیا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ عرب سربراہوں نے بھی اس جنگ میں زبانی جمع خرچ سے ہی کام لیا ہے جس طرح شاہ حسین تیسرا محاذ نہ کھول سکے اور انہوں نے تھوڑی سی فوج بھیج کر اپنے عوام کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح شاہ فیصل کی مدد بھی زبانی ہی زبانی تھی۔ انہوں نے امریکہ کو تیل کی سپلائی میں دس فیصد کمی کر دی۔ اور اس جنگ کو جہاد قرار دیا۔ اور اپنی فوج کو جنگ میں حصہ لینے کے لیے بھیج دیا۔ ان کے ریڈیو سٹیشن سے فوجی ترانے نشر ہوتے ہیں۔ لیکن میں حیران ہوں کہ ان کی فوج ہے کہاں؟ حکومت نے تیل بند کرنے کا فیصلہ اس لیے کیا کہ کارخانوں میں کام کرنے والے عرب مزدوروں نے ہڑتال کی دھمکی دے دی تھی۔ چند ملکوں نے کچھ ٹینک، دو چار طیارے اور گنتی کے چند سپاہی بھیج کر اپنے عوام سے پیچھا چھڑا لیا۔

کرنل قذافی نے کہا ہے مجھے سادات اور اسد سے ان کی جنگ کے مقاصد سے اتفاق نہیں میرے نزدیک اسرائیل سے وہ علاقہ حاصل کرنا بے معنی ہے جو اس نے ۱۹۶۷ء میں فتح کیا تھا۔ بلکہ میرے نزدیک تو اس جنگ کا مقصد فلسطین کو آزاد کرانا اور اسے صیہونیوں کے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

بقیہ: عیسائی مشنری ادارے

چرچ آف کرائسٹ

"چرچ آف کرائسٹ" کے نام کی مشنری تنظیم کا ہیڈ کوارٹر لاہور سٹیڈیم کے بالکل مقابل ہے اور اس کے امریکی افراد پاکستان کے صنعتی منصوبہ جات کے بارے میں مکمل تفصیلات حاصل کرتے ہیں لاہور کے اس ہیڈ کوارٹر میں اس تنظیم کا انچارج مسٹر دین نیر کامب امریکی ہے یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ امریکہ کے تحت لاہور میں دیگر اور غیر ملکی افراد بھی کام کر رہے ہیں جس میں مرد اور عورتیں بھی شامل ہیں اور ان کے مشن میں کچھ پاکستانی مسیحی لڑکوں اور لڑکیوں کو بیروت اور امریکہ میں ٹریننگ کے لیے بھیجا ہوا ہے اسی طرح کراچی میں ان کا مشن "چرچ آف کرائسٹ" کے نام سے کام کر رہا ہے اس گروہ میں خاص تربیت یافتہ عورتیں بھی شامل ہیں ان ارکان کے اُن مشنریوں سے بھی گہرے مراسم ہیں جن کو ملک دشمن سرگرمیوں کی بنا پر نکال دیا گیا۔

کراچی میں سندھ مسلم سوسائٹی ہیڈ کوارٹرز میں ایک امریکی مسٹر جم والڈرن ہے جو پادری نہیں بلکہ ٹکنیکل سکول ٹیچر تھا اس کے ساتھ ایک ماہر کیمرہ مین ہے جو تصویریں اور خبریں فراہم کرنے میں بڑا ماہر ہے اور پچھلے سال میرے قیام کراچی کے دوران میری پارٹی کی جدوجہد کی وجہ سے اس ہیڈ کوارٹر کے دو امریکن پادری مسٹر جم گیری اور ٹامس کراچی چھوڑ کر اپنے وطن امریکہ چلے گئے۔

لاہور چرچ کونسل

لاہور چرچ کونسل ۵۹ نکلسن روڈ پر قائم ہے جس کا ہیڈ کوارٹر بھارت میں موجود ہے اس ہیڈ کوارٹر کا نام چرچ آف ناردرن انڈیا کے نام سے مشہور ہے جس کی شاخیں اس سیکٹر کے ملکوں میں موجود ہیں اور اس تنظیم کے زیر تحت پاکستان میں تمام غیر ملکی افراد بھارت میں ہونے والے اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے تمام مذہبی اور دیگر پروگرام وہاں طے کرتے ہیں اس تنظیم کا بھی عالمی ہیڈ کوارٹر امریکہ میں ہے لاہور میں اس تنظیم میں کئی مشنری تنظیموں کو ملا کر یہ ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے۔

لاہور میں چرچ کونسل میں کام کرنے والے غیر ملکی مشنری افراد کا ایک گروہ خفیہ سرگرمیوں میں مصروف رہتا ہے اس گروہ نے بھارت کی سرحد کے دیہاتوں میں اپنا خفیہ جال بچھا رکھا ہے اور اس تنظیم میں مسٹر رابرٹ سلیٹن فیلڈ خزانچی ہے۔ جو نیو یارک کمیشن کے تحت ہے اس گروہ کی خفیہ سرگرمیوں کا ہیڈ کوارٹر کابل میں ہے کیونکہ اگر یہ لوگ براہ راست بھارت میں بھی نہ جا سکیں تو ہندوستانی یا اپنے ان گروہ کے لوگ آسانی سے کابل میں آ جائیں۔ اور یہ یہاں سے آسانی سے کابل جا سکیں اور وہاں ہی جو کچھ دینا ہو ان سے دیا جائے اور جو کچھ لینا ہو لے لیا جائے۔

ڈیورنڈ روڈ پر غیر ملکی مشنریوں کے ایک ہیڈ کوارٹر سینٹ جیمز اینڈ میری سکول شملہ پہاڑی لاہور کے نزدیک اہم مقام پر واقع ہے جس میں تعلیمی لحاظ سے پاکستانی مسیحیوں کے مفادات کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے کیونکہ اس سکول کے اخراجات برداشت کرنا کسی مسیحی کے بس کا روگ نہیں ہے بلکہ یہاں غیر ملکی لوگوں کی سرگرمیوں کا ایک بہت بڑا اڈہ قائم ہے اور اس اڈہ کی

تمام سرگرمیاں ایک سابق کرنل ڈی میکریڈی (غیر ملکی) کی مرہون منت ہیں وہ یہاں کا سربراہ ہے جس کی مرضی کے بغیر اس گروہ کا ایک تنکا بھی نہیں ہل سکتا۔

مسٹر میکریڈی آئرلینڈ کا باشندہ ہے اصل میں یہودی ہے اور کیتھولک فرقہ سے وابستہ ہے۔ پاکستان سے پہلے یہ انڈین آرمی میں تھا اور پاکستان میں ۱۹۵۲ء میں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے سے ریٹائر ہوا۔

سالویشن آرمی (مکتی فوج)

اس کا ہیڈ کوارٹر ۳۵ کوئنز روڈ پر واقع ہے یہ غیر ملکی مشنریوں کی مذہبی فوجی تنظیم ہے جس کا اپنا ہیڈ کوارٹر تو لندن میں ہے۔ ان ممالک میں اس تنظیم میں کام کرنے والے عموماً امریکی افراد ہوتے ہیں اس تنظیم میں سپاہی سے لے کر جرنل تک عہدے قائم ہیں اور باقاعدہ اس کے نشانات لگاتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تنظیم مسیحیت کے نام پر ایک جنگی انداز فکر پیدا کر رہی ہے۔

یہاں پر کچھ عرصے سے پانچ سات افراد پر مشتمل غیر ملکی افراد کا گروہ بطور ٹورسٹ آیا رہتا ہے جن میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ یہاں رات پر اجلاس ہوتے ہیں اور مختلف جگہ سے لاہور میں مقیم غیر ملکی افراد بھی رات کو آیا جایا کرتے ہیں۔

بقیہ: اسلامی حکومت کا مقصد

اختراع سے اپنی زندگی کے لیے ایک قالب تیار کیا ہے جس کو مغربی تہذیب کہتے ہیں یہ ضعیف البنیان انسان کا تیار کردہ قالب ہے۔

مسلمان لیڈرو! خدارا غور کرو۔ رسماً و رواجاً اپنی ذاتی مطلب براری کے لیے تو تم قرآن قرآن پکارتے ہو، قرآن کے دیے ہوئے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے ضابطۂ حیات اور دستور زندگی کو منہ سے تو تم کامل اور اکمل بیان کرتے ہو۔ ببانگ دُہل اعلان کرتے ہو۔ کہ ہمارا مذہب ہی ہماری سیاست ہے لیکن بتاؤ کہ کیا تمہارے اعمال و افعال بھی مذہب کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ اختیار و اقتدار حاصل ہونے پر نہ قرآن اور سنت کی موجودگی میں مسلمانوں کے لیے دستور سازیوں میں مشغول ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو

پس پشت ڈال کر یورپ کے خانہ ساز قوانین کو مسلمانوں پر نافذ کرنا چاہتے ہو۔ اسلامی طریق کار اور طرز عمل (دین) کو چھوڑ کر۔ یورپ کے دستور کو رائج کرنا چاہتے ہو سن لو اور کان کھول کر دل کی توجہ سے سن لو کہ خدائی فیصلہ پہلے ہی سے تمہارے لیے موجود ہے۔

"جو شخص اسلام کے سوا کوئی دوسرا طریق کار اور طرز عمل (دین) چاہتا ہے وہ طریق کار اور طرز عمل اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ انجام کار نقصان اٹھانے والوں سے ہوگا۔" (قرآن ۳ - ۸۶) انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ کیا کرتے ہیں۔

"دیکھ لو گے کہ اللہ کا عذاب تمہیں ہر طرف سے گھیر لے گا۔" (ملخص از قرآنی سیاست)

مولفہ سید میر حضرت شاہ۔ بی اے۔ ایل ایل بی، کیمبل پور،

بقیہ: شذرات

قیام معرض وجود میں لائیں جس کا اعلان سارے ملک کے عوام کے لیے ایک حجت اور حرف آخر کا درجہ رکھے۔ نیز چاند کے بارے میں ہر ماہ حکومتی سطح پر باقاعدہ اعلان کیا جائے اور ریڈیو ٹیلیویژن پر اسے نشر کرنے کے لیے رات گیارہ بجے نہیں بلکہ سات ساڑھے سات بجے "ضروری اعلان" کے تحت قوم کو چاند ہونے یا نہ ہونے کی بابت حتمی اور قطعی حکم سنایا جائے تاکہ ملت اسلامیہ اپنی مقدس تقریبات مسرت جوش و خروش، محبت و الفت اور جذبات اجتماعیت کے ساتھ منایا کرے اور دینی پیشواؤں اور علماء کرام کو اس سلسلہ میں خواہ مخواہ نہ مطعون کیا جائے۔

افکار و اخبار

مشرقِ وسطیٰ کی صورتِ حال

فوجی سامان کا اندازہ

واشنگٹن ۳۰ر اکتوبر (ڈ پ ا) پنٹاگون کے ترجمان نے بتایا ہے کہ روس اور امریکہ روزانہ ۲۰ پروازوں کے ذریعہ مشرق وسطیٰ میں اسلحہ سپلائی کر رہے ہیں۔ ترجمان کے مطابق جب سے جنگ شروع ہوئی ہے۔ روس نے شام اور مصر کو پندرہ ہزار ٹن فوجی سامان پہنچایا جبکہ امریکہ نے اسرائیل کو بارہ ہزار ٹن سامان دیا ہے جو مجموعی طور پر تین سو پروازوں کے ذریعے پہنچایا گیا۔

مصر کی تیسری فوج کو سامانِ رسد

قاہرہ ۳۰ر اکتوبر (ریڈیو رپورٹ) نہر سویز کے مشرقی کنارے پر محصور مصر کی تیسری فوج کے لیے دس ٹرک سامان ہے کہ آج اسرائیلی لائن سے گذرے پچھلے ہفتے مصر کی اس فوج کے ساتھ رابطہ منقطع ہونے کے بعد یہ پہلا سامان ہے جو اقوام متحدہ کے ڈرائیور پہنچنے کے بعد وہاں بھیجا گیا ہے۔ اس سے قبل اسرائیلیوں نے مصری فوج کو سامان بھیجنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا اور مطالبہ کیا تھا کہ جب تک مصر اسرائیل کے قیدیوں کی فہرست مہیا نہیں کرتا سامان لے جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

دریں اثنا آج نہر سویز کے کنارے مصری اور اسرائیلی اعلیٰ فوجی افسروں کے درمیان تیسرے روز بھی بات چیت جاری رہی جس میں نہر سویز کے لوگوں کو خوراک وغیرہ مہیا کرنے کا قصہ زیر بحث آیا۔ اسرائیل کے مطابق نہر سویز کے جنوبی علاقہ میں اسرائیل کے اسسٹنٹ چیف آف سٹاف ابیران یارف نے بریگیڈیر بشیر شریف سے ملاقات کی۔ سویز شہر کے مصری فوجی گورنر نے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ اس وقت سویز شہر کے ایک حصہ پر مصری اور دوسرے پر اسرائیلی قابض ہیں۔

تل ابیب کے ایک اعلان میں آج مصر پر جنگ بندی کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا۔ اعلان میں کہا گیا کہ سینا پر اسرائیلی جاسوس طیاروں پر مصریوں نے میزائل چلائے لیکن کوئی نشانے پر نہیں لگا۔ شام کے محاذ پر بھی شامیوں پر جنگ بندی کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا ہے۔ اسرائیلی اعلان میں کہا گیا ہے کہ کوہ ہرمن کی مشرقی ڈھلوانوں پر شامیوں نے ایک چوکی پر قبضہ کرنے کے لیے فائرنگ کی لیکن انہیں جوابی کارروائی کر کے پیچھے ہٹا دیا گیا۔ اعلان کے مطابق اس بارے میں ایک احتجاجی مراسلہ اقوام متحدہ کے مبصروں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

سویز شہر سے اے ایف پی کے نمائندہ نے اطلاع دی ہے کہ یہاں ریل کی پٹڑی کے ساتھ ساتھ واقع ایک سایہ دار شاہراہ مصر اور اسرائیل کے درمیان جنگ بندی لائن قرار دی گئی ہے۔ اس سڑک پر اسرائیل کے فوجی اپنے ٹینکوں اور بھاری ساز و سامان کے ساتھ جمع ہیں اور ان کو مزید کمک برابر پہنچ رہی ہے۔ مصریوں نے شہر کے باہر اس شاہراہ پر واقع پانچ منزلہ بلڈنگ میں مورچہ بندی کر رکھی ہے۔ یہاں پر اقوام متحدہ کی امن فوج کے فن لینڈ کے فوجی دستے پہنچ گئے ہیں۔ مبصروں نے ۴۵ فٹ کے فاصلہ پر دو کیبنوں میں اپنی پوسٹیں قائم کر لی ہیں۔ یہیں انہوں نے ہیڈ کوارٹر بھی قائم کر لیا ہے۔ جب یہ مبصر شہر سویز پہنچے تو پورا شہر ویرانہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اسرائیلی فوج نے جنگ بند ہونے کے بعد مسلسل ایک ہفتہ تک اس شہر کو فتح کرنے کے لیے زبردست حملے کیے لیکن مصر کی جانباز فوج اور ملیشیا نے یہ تمام حملے ناکام بنا دیے آج اقوام متحدہ کے مبصرین نے اس خبر کی تصدیق کر دی کہ سویز کا شہر مصر کے قبضہ میں ہے۔ اس شہر کے لیے جنگ میں اسرائیلی فوج کو بھاری نقصان برداشت کرنا پڑا اور اس کا ہر حملہ بری طرح پسپا کر دیا گیا ایک مصری ذریعے نے بتایا ہے کہ مصر کی تھرڈ آرمی کو سپلائی پہنچ گئی ہے اور اب وہ پھر تازہ دم ہو گئی ہے۔ اس کے حوصلے بلند ہیں اور وہ کسی بھی حملہ کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے تیار ہے۔

ترجمان نے بتایا کہ نہر کے مغربی کنارے (سینا) پر موجود مصری فوج جنوبی کنارے سے خلیج بیطار تک اپنی پوزیشنوں پر قائم ہے اور ان راستوں کی حفاظت کر رہی ہے جو مشرقی کنارے سے فوج کو کمک کے لیے کھولے گئے ہیں۔ اس طرح اسرائیل کا یہ دعوے ابھی غلط ثابت ہوتا ہے کہ نہر کے دوسرے کنارے پر مصری فوج بھی محصور ہو گئی ہے۔

مصری ذریعے کی اطلاع کے مطابق مغربی و مشرقی کنارے کو ملانے والے تمام مقامات محفوظ ہیں اور اسرائیلی فوج کو ان تک پہنچنے نہیں دیا جاتا مصری فوج نے ڈیورسائر کے علاقے اور سویز کے درمیان پوزیشنیں سنبھال رکھی ہیں۔ جبکہ مغربی جانب اسرائیلی فوج مورچہ بند ہے۔ جیسا کہ اسرائیل نے دعوے کیا ہے کہ اسے سڑک پر قبضہ کر کے کمک کا راستہ کاٹنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ نہر کے مغربی کنارے پر خلیج بیطار کے درمیان اسرائیل مصری چوکیوں پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اقوام متحدہ کی امن فوج کے ۲ ہزار جوان شہر کے جنوبی زون میں پہنچ گئے ہیں اور ۲۲ر اکتوبر کی فوجی پوزیشنوں کا تعین کر رہے ہیں۔ اسرائیل ان کے کام میں برابر رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے۔

تیل کی سپلائی بند

تیونس ۳۰ر اکتوبر (رائٹر) لیبیا کی خبر رساں ایجنسی نے بتایا ہے کہ ہالینڈ کو تیل کی سپلائی بند کرنے والے عرب ممالک میں لیبیا بھی شامل ہو گیا ہے خبر رساں ایجنسی نے لیبیا کی وزارت خارجہ کے حوالے سے بتایا ہے کہ لیبیا کی حکومت نے یہ اقدام جنگ میں ہالینڈ کی طرف سے اسرائیل کی حمایت کرنے پر کیا ہے لیبیا روزانہ ہالینڈ کو ایک لاکھ بیرل تیل مہیا کرتا تھا ایجنسی نے بتایا ہے کہ مشرق وسطیٰ کی جنگ میں اگر کسی اور ملک نے بھی عربوں کے خلاف دشمنانہ موقف اختیار کیا تو اس کا تیل بھی بند کر دیا جائیگا واضح رہے کہ الجزائر کویت متحدہ عرب ریاستیں اور سعودی عرب پہلے ہی ہالینڈ کو تیل کی سپلائی بند کر چکے ہیں۔

مثالی کارنامے

رباط ۳۰ر اکتوبر (اے پی پی) مصر کے وزیر مملکت مسٹر حسن تہامی نے آج مراکش کے ایک اخبار "متین" کو بتایا کہ سینا میں ہونے والی حالیہ اسرائیل مصر جنگ میں مراکش کے فوجی دستوں نے انتہائی جرأت و دلیری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ اخبار کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے مصری وزیر مملکت نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ مراکش کے فوجیوں نے جس جذبہ کے تحت جنگ لڑی اور حوصلہ مندی اور جرأت کے جو مظاہرے کیے وہ مثالی ہیں۔ مسٹر حسن نے کہا میں بڑی بے تکلفی سے یہ کہتا ہوں کہ انہیں مصر کے محاذ پر نہایت اہم پوزیشنوں پر متعین کیا گیا تاکہ وہ شامی محاذ کی طرح مصری محاذ پر بھی کامیابیاں حاصل کر سکیں۔

تعلقات توڑ لیے گئے

الجزیرہ ۳۰ر اکتوبر (رائٹر) مغربی افریقہ کی جمہوریہ گبون نے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات توڑ لیے ہیں اور اعلان کیا ہے کہ جب تک اسرائیلی فوجیں عربوں کے علاقے واپس نہیں کرتیں اس کے ساتھ تعلقات منقطع رہیں گے۔ حالیہ جنگ کے بعد اسرائیل سے سفارتی تعلقات توڑنے والا یہ بیسواں افریقی ملک ہے

آبنائے باسفورس پر پُل کا افتتاح

استنبول ۳۰ر اکتوبر (اے پ ا) ترکی کی پچاسویں سالگرہ کی تقریبات کے دوسرے روز آج ترکی کے صدر کورو ترک نے آبنائے باسفورس پر ایشیا اور

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

ادارہ خدام الدین لاہور کی ایک تاریخی پیشکش

داستانِ حیات شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مدنی نمبر

تاریخ اشاعت
۱۰ ذی الحجہ
(انشاء اللہ)

حسب و نسب — تذکرہ اسلاف

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے خاندانی حالات اور اسلاف کے تذکرے،

آسمان رشد و ہدایت کے درخشندہ ستارے

جنہوں نے گم کردہ راہ انسانوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا اور ظلمت کدۂ ہند میں زہد و تقویٰ، اور مجاہدہ و ریاضت کی شمعیں جلائیں

علم و فضل — تعلیم و تربیت

جلیل القدر اساتذہ اور عظیم المرتبت علمی و دینی شخصیات
جن کی نگاہِ کرم اور توجہ سے آپ علم و فضل کی رفعتوں اور بلندیوں سے سرفراز ہوئے

سیاست و قیادت

تحریکِ آزادی کے سلسلہ میں آپ کی عظیم الشان خدمات کا تذکرہ، جو نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ دنیا بھر کے غلام انسانوں اور محکوم قوموں کیلئے مشعل راہ ثابت ہوئیں

فرنگی سامراج کے ہولناک مظالم: مالٹا کے لرزہ خیز واقعات — سالہا سال قید و بند اور اسارت

دینی و سیاسی رہنما — حضرت شیخ مدنیؒ کے ساتھ ان کے مراسم و تعلقات

ہمعصر شخصیات

مختلف شخصیات کے خصوصی انٹرویو،
مختلف دینی، سیاسی اور قومی تحریکوں کے بارے میں حضرت مدنیؒ کے تاثرات

ایک ضخیم معلوماتی دستاویز ● خوشنما کتابت و طباعت

● سرورق قدیم آرٹ کا حسین مرقع

مسئلہ قومیت و وطنیت:

حضرت شیخ مدنیؒ اور علامہ اقبالؒ کے مابین ایک فکری و نظری عارضی اختلافات کا تحقیقی جائزہ

نئی معلومات

اقبالؒ طالوت خط و کتابت
اور پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا
خصوصی مقالہ
اور انٹرویو

● شعراء کرام کا نذرانۂ عقیدت
● معرکہ آرا تقاریر
● خطبات صدارت
● نادر خطوط کا عکس
● دارالعلوم دیوبند
اور آپ کی رہائش گاہ کی تصاویر

قیمت
تین روپے پچاس پیسے

ناظم شعبہ اشاعت

ہفت روزہ
خدام الدین
شیرانوالہ دروازہ لاہور

لکھنے والے

- علامہ قاری محمد طیب
- مولانا محمد یوسف دہلوی
- مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
- قاضی زین العابدین میرٹھی
- مولانا ابوالحسن علی ندوی
- مولانا محمد منظور نعمانی
- مولانا نجم الدین اصلاحی
- ڈاکٹر محمد اشرف
- قاضی سجاد حسین
- مولانا سید محمد میاں
- مولانا سید مفتی مہدی حسن
- مولانا سید انظر شاہ کاشمیری
- مولانا محمد قاسم بجنوری
- مولانا عبدالحمید اعظمی
- مولانا عزیز الحسن صدیقی
- مولانا سید فخر الحسن
- مولانا محمد ادریس قاسمی
- علامہ انور صابری
- ایم ایم جیلانی
- سیتا رام جی سوکل
- علامہ محمد یوسف بنوری
- مولانا غلام غوث ہزاروی
- مولانا محمد وارث کامل
- پروفیسر یوسف سلیم چشتی
- علامہ طالوت
- مولانا سید حامد میاں
- مولانا قاضی مظہر حسین
- مولانا مشرف احمد
- پروفیسر محمد سرور
- مولانا حبیب اللہ گلگتی
- مولانا عزیز الرحمٰن اکوڑہ خٹک
- مولانا سمیع الحق
- مولانا تاج محمود
- مولانا محمد اسلم سیف فیروزپوری
- حمید اصغر نجیب
- فانی مراد آبادی
- بلال زبیری
- زکریا اسعدی
- آزاد شیرازی
- عمر الدین شاد
- نور محمد انور
- سید امین گیلانی
- عبدالرحمٰن لدھیانوی
- مولانا قاری فیوض الرحمٰن

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا